دينوية * فذهب بعضهم الى انه لا يجوز مطلقا ولا يصل ولا ينفع وهو مذهب المعتزلة * وقال بعضهم ان ثواب العبادة البدنية كالصوم والصلوة وقراءة القرآن والذكر لا يصل ولا ينفع غيره وهو المشهور من مذهب الشافعي ومالك رح * وقال بعضهم ان العبادات البدنية والمالية كلها تصل منه * وهو مذهب ابي حنيفة واحمد وجمهور السلف رحمهم الله تع وبه قال كثير من الشافعية رح وهو

دوسرے کو پہنچکر فائدہ کرتا ہی یا نہین * پس بعض علمانے یون کہا ہی کہ ثواب پہنچانا بالکل ناجائز ہی اور وہ ثواب دوسرے کو نہین پہنچتا اور کچھ فائدہ بھی نہین کرتا اور یہہ مذہب معتزلہ کا ہی * اور بعض علما نے یہہ فرمایا ہی کہ ثواب عبادات بدنی کا جیسا کہ روزہ اور نماز اور قراءت قرآن اور ذکر ہی نہین پہنچتا ہی * اور سوا اُن سب کے دوسری جو عبادت ہو ثواب اُسکا پہنچتا ہی اور یہہ مشہور مذہب امام شافعی اور امام مالک رحمہما الله کا ہی * اور بعض علمانے یون ارشاد کیا ہی کہ تمام عبادات بدنی اور مالی کا ثواب دوسرے کو پہنچتا ہی اور یہہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام احمد حنبل اور بہت سے علماے سلف رحمہم الله تعالی کا ہی * اور اکثر شافعی مذہب والون نے بھی ایسا ہی

بالاموات رواه الدارقطني * وعن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف يومئذ وكان له بعدد من كان فيها حسنات * وعن انس رضي الله عنه انه سال رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله انا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم فهل يصل ذلك اليهم فقال نعم انه ليصل اليهم ويفرحون به كما يفرح احدكم بالطبق اذا اهدي اليه رواه ابو حفص العكبري

کو دارقطنی نے * اور روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہا اُسنے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص مقبرے مین داخل ہوکے سورۂ یس پڑھے تو اُسی دن سے عذاب قبر مردون کا تخفیف ہو جاے اور پڑھنے والا مردون کی شمار سے ثواب پاے * اور روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھون نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ مردون کی طرف سے صدقہ کرتے ہین اور حج کرتے ہین تو ثواب اُسکا اُن لوگون کو پہنچتا ہی یا نہین * فرمایا کہ بیشک اُن لوگون کو پہنچتا ہی اور وے لوگ اُس سے ایسے خوش ہوتے ہین کہ جیسے تم لوگون مین سے کوئی خوش ہوتا ہی طبق سے جب کہ طبق اُسکو ہدیہ دیا جاے * روایت

التحقيق * وهكذا كثير في كتب الفقه من المتون والشروح
والفتاوي المعتبرة شرقاً وغرباً * ونقلت في هذا
عن المشائخ المكاشفين حكايات كثيرة خارجة عن الحصر
مذكورة في كتب السير والمواعظ وغيرها * وههنا نذكر
منها اربع حكايات عجيبة مفيدة ذكرها العلامة الشيخ
احمد شهاب الدين القليوبي رحمه الله تعالى في بعض
مصنفاته ترغيبا للعوام وتبيينا للمرام * الاولى منها

کیا اس حدیث کو ابو حفص کبیر نے انتہی * اور ایسا
ہی کہا ہے اکثر فقہ کی متون کی کتابون نے اور انکی شرحون
مین اور فتاون مین جو مشرق اور مغرب مین معتبر
ہین * اور اس باب مین بزرگان صاحب کشف سے
بہت سی حکایات منقول ہین جنکی شمار ہو نہین
سکتی اور وہ سب تواریخ اور مواعظ کی کتابون
مین مذکور ہین * انہین سے چار حکایتین جو بہت عجیب
اور مفید ہین اور انکو علامہ شیخ احمد شہاب الدین
قلیوبی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی بعض تصنیفات مین
ذکر کیا ہے عوام کی ترغیب اور مقصود کی تصریح کے لیے
اس مقام مین ذکر کرتا ہون * پہلی حکایت یہ ہے کہ شیخ
صالح مری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جمعہ کی شب کو

انه حكي ان صالح المري رضي الله عنه قال خرجت ليلة الجمعة اريد صلوة الفجر في مسجد الجامع فمررت بمقبرة فقلت لو اقمت حتى يطلع الفجر فصليت ركعتين ثم حصل لي سنة فرايت كان اهل القبور قد خرجوا منها عليهم الثياب البيض وقد جمعوا حلقا حلقا يتحدثون و اذا شاب عليه ثياب دنسة وهو جالس وحده مغموما فلم يلبثوا الا يسيرا حتى جاءهم اطباق مغطاة بمناديل لكل واحد

مین اپنے گھر سے نکلا اس ارادے سے کہ فجر کی نماز جامع مسجد مین جاکر پڑھون * پس مین مقبرے مین گیا اور اپنے جی مین کہا کہ کاشکے یہان طلوع فجر تک ٹھیرا رہون * پھر مین نے وہین دو رکعت نماز پڑھ لی اور اُسی جگہ مجھکو اونگھ سی آ گئی تو خواب مین دیکھتا کیا ہون کہ سب اہل قبور اپنی قبرون سے سفید کپڑے پہنے ہوئے نکلے اور حلقہ باندھکر بیٹھ گئے پھر آپس مین باتین کرنے لگے * اُسوقت ایک جوان میلے کچیلے کپڑے پہنے سب سے الگ مغموم سا بیٹھا نظر آیا * غرض اُن لوگونکے آنے کو بہت دیر نہوئی تھی کہ خوانون پر تورہ پوش پڑے ہوئے ہر ایک کے روبرو آ پہنچے * اُسمین ہر ایک اپنا اپنا

اهل طبقاً و دخل قبره وبقي الفتي لم يأته شيء فبقا مُهموماً حزيناً فلما دخل قبره و هو حزين فقلت يا عبد الله مالي اراك حزيناً وما هذا الذي رأيت فقال لي يا صالح هذه رأيت الاطباق قلت نعم فما هي قال هي اطباق الاحياء لمن تاهم كلما تصدقوا عنهم ودعوا لهم جاءهم ذلك في يوم الجمعة في اطباق منها

حصہ لیکر اپنی اپنی قبرون مین داخل ہوا * مگر اُس جوان کو نہ کسی نے کچھ اپنے حصے سے دیا اور نہ اسکے واسطے کوئی طبق آیا * آخر وہ جوان ملال سے پشیمان اپنی قبر مین داخل ہونے کو کھڑا ہوا تب مین نے اُس سے پوچھا کہ ای بندۂ خدا تو کیون اسقدر پریشان نظر آتا ہی اور یہ تماشا جو مین نے دیکھا کیا ہی * اُسنے جواب دیا کہ ای صالح تم نے اُن طبقون کو ملاحظہ کیا * مین نے کہا دیکھنے کو دیکھ لیا لیکن راز اُسکا کچھ بھی دریافت نہوا * جوان بولا کہ اُن خوانون کو زندون نے اپنے اپنے مردون کے واسطے بھیجا ہی * اور حقیقت اسکی یہ ہی کہ جب زندے مردون کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں اور مردون کے حق مین دعا سے خیر کرتے ہین سو سب جمع ہو کر جیسے کہ شب کو طبقون مین مقرر ہو مردون کو پہنچتے ہین چنانچہ طبقونکو تم نے بچشم خود دیکھ لیا *

رأيت * وانا رجل غريب من اهل الهند اقبلت الى البصرة بوالدتي اريد الحج فتوفيت هنا ونزوجت والدتي واشتغلت بزوجها فلم تذكرني بصدقة ولا دعاء وكانها لم يكن لها ولد وقد الهتها الدنيا فحق لي ان احزن اذ ليس لي من يذكرني من بعدي فقلت له واين منزل والدتك فوصفه لي فلما اصبحت وقضيت صلوتي اقبلت اسئل عن منزلها فارشدت

اور میری پریشانی کا سبب یہ ہی کہ میں ہندوستان کا باشندہ تھا * حج کے ارادہ سے اپنی والدہ کو ساتھ لیکر بصرے میں آیا اور قضاے الہی سے وہین مر گیا بعد میری مان نے نکاح کر لیا اور تب سے شوہر کی خدمت گذاری میں مشغول ہو رہی ہی * اور مجھے بھول گئی ہی کہ کبھی صدقہ و دعا سے بھی یاد نہین کرتی گویا اسکا کوئی فرزند ہوا تھا اور دنیا نے اسکو مجھ سے بھلا رکھا ہی * پس جب میرا یاد کرنے والا کوئی نہین تو مجھے پریشان ہی رہنا سزا وار ہی بعد اس گفتگو کے مین نے اس جوان سے پوچھا کہ تمھاری والدہ کا گھر کہان ہی تب اسنے مجھے بتا بتلا دیا * قصہ کوتاہ جب صبح ہوئی مین فجر کی نماز پڑھکر اسکی ماں کا مکان پوچھتا ہوا چلا * اور لوگون کے

فطرقت الباب فقالت من الطارق فقلت لها صالح
المري فاذنت لي بالدخول فدخلت فقعدت واردت ان لا
يسمع احد كلامي معك قد نوت نحو ستر لم قلت لها يرحمك
الله هل لك من ولد قالت لا قلت لها هل كان لك ولد
فقدت الصعداء ثم قالت نعم كان لي ولد وقد مات وهو
شاب فقصصت عليها القصة فبكت حتي تحدرت دموعها علي

بتانے سے اسکے گھر پر جا پہنچا * اور دروازے پر جا کر دستک
دی ماں نے اسکی اندر سے کہا کہ دروازے کو کون ٹھونک
رہا ہی * مین بولا کہ صالح مرّی ہی * تب اُس نے
مجھے گھر مین داخل ہونیکی اجازت دی * جب مین
گھر مین داخل ہوا تو اُس عورت سے کہا کہ مین چاہتا
ہون کہ تم سے نرالے مین کچھ بات کرون بشرطیکہ
دوسرا کوئی آنے نہ پاوے * تب وہ قریب پردے کے
آئی اُس وقت مین نے اُس سے کہا کہ خدا تجھ پر
رحم کرے * کوئی فرزند ہی بولی نہین * پھر مین نے
پوچھا کہ تیرا کوئی فرزند تھا تب اُس نے ایک بڑی
ٹھنڈی سانس بھری * اور کہا کہ ہان میرا ایک لڑکا
تھا سو جوان مرگیا * تب مین نے سب حال اسکو
کہہ سنایا وہ سنکر بہت گریہ وزاری کرنے لگی

ثم مررت بالمقبرة فصليت ركعتين في مكاني الاول ثم نمت فرايت اهل القبور كالحالة الاولى ورايت الفتى عليه ثياب بيض نقية وهو فرح مسرور فدنى مني ثم قال يا صالح جزاك الله عني خيرا وقد وصلت المدية الي فقلت له وهل تعرفون نهار الجمعة قال نعم وان الطيور لتعرفها وتقول سلام سلام خشية من اليمة فيها انتهى* ومكذا اذكر

جس جا نماز پڑھی تھی اسی مکان میں دو رکعت نماز پڑھی* بعد اسکے مجھے نیند آئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ سب اہل قبور بطور سابق اپنی اپنی قبروں سے نکلے ہیں* اور وہ جوان بہت صاف و پاکیزہ کپڑا پہنے نہایت خوشی اور خورمی کے ساتھ نظر آیا اور میرے پاس آکر کہا ای صالح اللہ تعالی تجھکو میری طرف سے جزائے خیر دیوے بیشک وہ ہدیہ تیرا مجھکو پہنچا* میں نے کہا کہ کیا تم لوگ جمعے کے دن کو پہچانتے ہو* وہ بولا ہمسین اسکی شناخت ہی اور بیشک پرندے بھی اسکو جانتے ہین* اور اسدن قیامت ہونے کی دہشت سے سلام سلام کہتے ہین* یعنے عذاب اور سختی سے سلامتی ہو ختم ہی* اور ایسا ہی ذکر کیا ہی امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم

الامام الغزالی رح ایضا فی احیائه وکیمیائه * والثانیة ایضا
حکی ان رجلا کان بسمرقند فمرض فنذر ان شفاه الله
تعالی لیتصدقن بجمیع غلته یوم الجمعة من والدیه فعافی
وما لبث طویلاً یعطی غلته یوم طاف جمیع النهار فلم
یجد له من یتصدق به فاستفتی بعض العلماء فقال له
اخرج واطلب قشرا لبطیخ واغسله بالماء واخرج به علی
طریق اهل الرساتیق واطرحه بین حمیرهم واجعل ثوابه

اور کیمیای سعادت میں ذکر امام * دوسری حکایت
یہ ہی کہ ایک شخص سمرقند میں رہتا تھا بیمار
وہ بیمار ہوا تو یہ نذر کی کہ اگر خداے تعالی مجھے شفا
بخشے تو ہر جمعہ کی اپنی ساری کمائی کو فرود اپنے ماں
باپ کی طرف سے صدقہ کرونگا * غرض وہ آرام پاکے
مدت دراز تک جیا اور جس طرح یہ نذر کی تھی
ہمیشہ اسی طرح صدقہ کرتا رہا * ایک روز تمام دن
اطراف شہر میں پھرا پر کوئی صدقے کے لائق نہ ملا
تب اس نے بعضے علما سے اس بات میں فتوی
طلب کیا تو اس عالم نے یہ جواب دیا کہ تم اپنے
گھر سے نکلو اور خربزے کا چھلکا جابجا سے چنکر پانی سے
دھو کر اور پھر اسے لیکر گانوں والوں کی راہ پر ڈالدو

منهم رجلا ليس عليه نور لم ير بيده نورا فسأله وقال
له ما لي لا ارى عندك نورا بين يديك فقال ان لهولاء اولادا واولياء
اصدقاء يدعون لهم ويتصدقون عنهم وهذا النور مما
اهدوا اليهم * واني لي ولد غير صالح لا يدعو لي ولا يتصدق
لاجلي فلا نور لي واني اخجل من جيراني فلما انتبه
ابو قلابة دعى ابن الرجل الميت واخبره بما رأى فقال له
الابن اما انا فقد تبت ولا اعود الى ما كنت عليه ثم اقبل

کا حصہ پاتا تھا دیکھا کہ اسکے سامنے نور کا طبق نہیں
ہے * اس وقت ابو قلابہ نے اس سے یہ پوچھا کہ
کیا سبب ہے کہ تیرے سامنے طبق نور مجھے دکھائی
نہیں دیتا * جواب دیا کہ ان سبھوں کی جو اولاد اور
واحباب ہیں انکے واسطے دعاے خیر کرتے اور صدقہ دیتے ہیں
اور یہی نور ان ثوابوں کا ہے جو انکے واسطے ان لوگوں
نے بھیجا ہے * اور میرا ایک بیٹا ہے بدکار کہ میرے لئے نہ
دعاے خیر کرتا ہے نہ صدقہ دیتا ہے * اسواسطے مجھے طبق نور
میسر نہیں اور اپنے ہمسایوں سے بڑا شرمندہ
ہوں * بس جب کہ ابو قلابہ بیدار ہوا تو اسکے لڑکے
کو بلایا اور جو کچھ کہ خواب میں دیکھا تھا اسکو کہہ
سنایا * لڑکے نے کہا کہ میں نے توبہ کی اور پھر برے

ان صدقة الاحياء تبلغ الموتى نفعا عظيما والموتى
محتاجون الى اعانة الاحياء بالصدقة والدعاء ونحوهما
ومنتظرون اليها غاية الانتظار * وهذا موافق للحديث
المختار * كما لا يخفى على اولى الابصار فينبغي للاخلاف ان
يمدوا الاسلاف بالصدقة والدعاء والذكر والتلاوة
كيف ما اتفق ولا يشتغلوا عن حالهم الى الدنيا ولا ينسوهم
فانهم كالغريق في البحور * كما جاء في الحديث المأثور *
فالسعيد من مال اليه بالقلب والجوارح والمال * والشقي

عظیم بخشتا ہی * اور مردے سب زندون کے صدقہ اور
دعا وغیرہ مددگاری کے محتاج رہتے ہین * اور نہایت اسکی
انتظاری کرتے ہین * اور یہہ بات رسول اللہ ﷺ کی
حدیث کے موافق ہی * چنانچہ یہہ مضمون دانشمندون پر
پوشیدہ نہین * پس پچھلے لوگون کو چاہیے کہ اپنے پہلے
لوگون کو صدقہ اور دعا اور ذکر اور تلاوت سے جیسا
اتفاق ہو مدد کرتے رہین * اور اُن لوگون کے حال سے
دنیا کی طرف مشغول نہووین * اور اُن لوگون کو
بھول نجاوین * کیونکہ وے لوگ مثل غریق دریا
ہین جیسا کہ حدیث صحیح مین مذکور ہی * ف *
وہ حدیث یہی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حمله الى الازواج مطلقاً بای وجه کان من الوجوه المباحة بشرط ان لا یدخل فیه حرام ولا یلتزم فیه تخصیص ولا تقیید فان العام لا یصح تخصیصه بلا مخصص شرعی و کذا المطلق لا یجوز تقییده بغیر دلیل حکمی لما یلزم فیه الالتزام بما لا یلزم او ایجاب المباح او تحریم الحلال وکل ذلک ممنوع لانه تفریع حد ید واحداث فی الدین ما لیس منه وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم من احدث

مردون کی ارواح کو پہنچادے جس طریق سے ہو مباح طریقون مین سے * بشرطیکہ اُس طریقہ مین کوئی حرام داخل نہو * اور التزام کوئی تخصیص اور اور تقیید کا اُسمین نہو کیونکہ تخصیص عام کی بدون مخصص شرعی کے صحیح نہین * اسی طرح تقیید مطلق کی بغیر دلیل شرعی کے جائز نہین * کیونکہ اسمین لازم آتاہی التزام اُس چیز کا جو لازم نہین * یا کہ لازم آتاہی واجب گرداننا مباح کا یا حرام کرنا حلال کا * اور یہہ سب باتین ممنوع ہین * کیونکہ وہ نئی شریعت نکالنی ہی اور دین مین ایجاد کرنا ہی اُس چیز کا جو دین میں سے کا نہین * اور بیشک فرمایا ہی رسول اللہ ﷺ نے کہ جسنے نئی چیز نکالی ہمارے اس دین روشن مین جو چیز

في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد * وعلى هذا قال الفقهاء ان كل مباح يصر عليه الجهلة بان يعتقدوه واجبا او سنة كان مكروها تحريميا * وقال العلامة علي القاري رح في شرح المشكوة من اصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة ومنكر انتهى * فعلى هذا قال المحققون ان ما تعارف في الهند بين الجهلة

کہ اس دین میں سے نہیں تو وہ باطل اور مردود ہی * بنا بر علیہ فقہا نے کہا ہی کہ جو مباح کہ اوسپر جہلا ہمت کرتے ہیں اسطور سے کہ اسکو واجب یا کہ سنت اعتقاد کرتے ہیں وہ مباح مکروہ تحریمی ہی * اور علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ مین کہا ہی کہ جسنے ہمت کیا مستحب کام پر اور اسکو ضروری ٹھہرایا اور رخصت پر عمل نکیا یعنے کرنے اور نکرنے کو برابر نجانا بس فائدہ پہنچایا اسکو شیطان نے گمراہ کرنے سے * پھر کیا حال ہوگا اسکا جسنے ہمت کیا بدعت اور برے کام پر انتہی * بس ان دلیلون پر بنا کرکے علماے محققین کہتے ہیں کہ جو رسوم مخصوصہ اور قیود معینہ اور شروط مقررہ ثواب پہنچانے مین مطعومات

من رسومهم المتوارثة عن آبائهم و اكابرهم فانهم ايضا يحضرون الاشياء المطعومة و المشروبة و غيرها من الرياحين و المقبول بين يدي رجل منهم و يقدمونه امامهم كالامام و يقتدون به فيقرء سرا و لا ما هو المرسوم قرأته على ما حضر من الاشياء آسامه و يقول من هو خلفه ما هو المروج قوله فيما بينهم اقتداء بذلك الرجل المقدم و يعظمون تلك الاشياء تعظيما لا مزيد عليه ثم

ہندؤن کے رسوم سے جو اُنکے باپ دادے اور بزرگون کے بوجہے مین مروج ہین * کیونکہ ہندو لوگ بھی کھانے پینے کی چیزین اور اُسکے سوا پھول اور مقبول موجود کرکے ایک شخص کے سامنے رکھتے ہین اور اُسکو امام کی طرح سب سے مقدم کر اُسکا اقتدا کرتے ہین تو وہ پہلے اشیاے حاضرہ پر اُن کلمات کو پڑھتا ہی جسکو پڑھنا اُن لوگون مین مرسوم و مقرر ہی * اور جو لوگ کہ اُسکے پیچھے ہین اُسی پر اقتدا کر اُن لفظون کو بولتے ہین جنکو بولنا اُن لوگون مین مروج ہی اور اُن چیزون کی ایسی تعظیم کرتے ہین کہ اُس سے زیادہ کوئی تعظیم نہین * بعد اُسکے سب کوئی اُسکو تبرک جانکے کھاتے ہین * پس مسلمان کا وہ عمل

يا كا و نه تيمنا و نحوها فذلك العمل مطابق بهذا العمل تطابق النعل بالنعل * فنظن ان ذلك ماخوذ من هذا فان هامنه رسوم البدعة الشنيعة (على ما قال الفاضل المحقق العلامة الشيخ عبد الحق الدهلوي في رسالته المسماة بما ثبت من السنة في ايام السنة) بقيت من ايام الكفر والجاهلية في الهند وما يلاحقها وشاعت في المسلمين بسبب اختلاطهم وصحبتهم بالهنود الكفرة واتخاذهم السراري والزوجات من النساء الكافرات فلا يجوز ذلك العمل شرعا لما فيها لالتزام

ہندؤنکے اس عمل کے ساتھ ایسا مطابق ہی جیسا کہ طابق النعل بالنعل ہی * اس لئے ہم گمان کرتے ہیں کہ شاید وہ عمل اس عمل سے ماخوذ ہی * کیونکہ بقول مولانا شیخ عبد الحق دہلوی کے (جو رسالہ ما ثبت من السنة مین ہی) کہ اکثر رسوم بدعت ذمیمہ ایام کفر اور جاہلیت مین کی ہندوستان اور اُسکے ملحقات مین باقی رہ گئی ہین * اور مسلمانون مین شائع اور مروج ہو رہی ہین سبب اُسکا یہہ ہی کہ مسلمان لوگ ہندؤن کے ساتھ اختلاط اور مصاحبت رکھتے ہین * اور کافرہ عورتون کو اپنی لونڈی اور جورو بناتے ہین * پس وہ عمل شرعاً جائز نہین کیونکہ اسمین ثابت ہوتا ہی التزام اُس

بما لا يلزم وايجاب المباح وتحريم الحلال وقد علم مما
سبق ان عمل المولد منهي عنه لانه تشريع من غير الشارع واحداث
في الدين ما ليس منه وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد * وقال من
عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد * وفيه التشبه بالكفرة
والتشبه بهم ممنوع لقوله عليه الصلوة والسلام من تشبه

چیز کا جو لازم نہیں * اور واجب کرنا مباح کا اور حرام
کرنا حلال کا لازم آتا ہی * اور آگے معلوم ہو چکا ہی
کہ یہہ سب باتیں ممنوع ہیں کیونکہ یہہ نئی شریعت نکالنی
ہی غیر شارع سے اور دین میں نو پیدا کرنا ہی اس چیز کا
جو دین میں سے نہیں * اور حدیث فرمایا ہی رسول
ﷺ نے کہ جسنے نئی چیز نکالی اس دین میں
جس اور ظاہر ہی وہ چیز کہ اسمیں سے نہیں
وہ باطل و مردود ہی * اور فرمایا نبی ﷺ نے کہ جو شخص
کیا کام عمل میں لایا کہ جس پر ہمارا امر نہیں ہی تو وہ
باطل اور مردود ہی * اور دوسری وجہ ناجوازی کی
یہہ ہی کہ اس عمل میں مشابہت ہی ساتھ کافروں کے
اور مشابہت ساتھ کافروں کے ممنوع ہی کیونکہ
رسول الله ﷺ نے فرمایا ہی کہ جسنے مشابہت

بقوم فهو منهم أي معهم كما في النصاب * فان قيل ان
ما ذكر من الصنع الخاص والترتيب المخصوص مباح

پیدا کی ساتھ کسی قوم کے تو وہ اُسی قوم میں
داخل ہوا یعنی حشر اُسکا قیامت کے دن ساتھ اُس
قوم کے ہوگا * جیسا کہ نصاب الاحتساب میں لکھا ہے *
* ف * بعضے جاہل اس میں اعتراض کرتے ہیں
کہ اگر مشابہت کافرون کی ممنوع ہو تو کھانا پینا اور
نکاح کرنا اور کپڑا پہننا وغیرہ جو اس قبیل کا ہے
چاہیئے کہ ممنوع ہو کیونکہ ان سب امور میں بھی
مشابہت ساتھ کافرون کے پائی جاتی ہے * تو جواب
اُسکا یہ ہے کہ جن کامون کا جواز سنت کے طریقے
سے ثابت ہے اُسمین کیا مشابہت ہے کیونکہ وہ
خود ہماری شریعت کا کام ہے نہ صرف کافرون کا *
نہر الفائق میں لکھا ہے کہ جس مشابہت میں جائز ہے جیسے
جو مشابہت کافرون کی ایسی ہے کہ اُسکے کرنے سے
مسلمانون کو کسی طرح کا حرج نہیں ہوتا تو وہ مشابہت
ناجائز ہے نہیں تو مباح ہے واللہ اعلم * پس اگر کوئی پوچھے
کہ یہ صنع خاص اور ترتیب مخصوص رسمی تعزیہ کا جو
آگے مذکور ہوا تو مباح ہے شریعت کی رو سے کچھ

غیر محظور شرعاً اذ الاصل فی الاشیاء الاباحة کما
قالوا * قلنا نعم انه مباح الاصل ولکن تعرض له الکراهة
بوجهین * التشبه بالکفار * وغایة الاصرار * لان المباح
اذا کان فیه التشبه بالکفرة والمشابهة بالفجرة تتجاوز
من حد الاباحة الی الکراهة کما حققوا * الا تری انه
قد نهینا عن القراءة من المصحف فی الصلوة والخصر و
اداء الصلوة مع الشروق ولبس الالبسة المخصوصة بالنصاری

حرام نہین کیونکہ اصل ہر چیز مین اباحت ہی جیسا کہ علماے فقہ
اور اصول کی کتابون مین کہا ہی * تو ہم جواب مین اسکے
کہتے ہین کہ ہان وہ ہان اگرچہ اصل مین مباح ہی لیکن دو
طرح سے کراہت اُس پر عارض ہو گئی ہی * ایک
تو مشابہت یہہ اکرنا ساتھہ کافرون کے * دوسرا
اصرار کرنا یعنے ہٹ کرنا امر مباح پر * کیونکہ یہان و
کا تو یہہ حال ہی کہ جو مباح کہ اُسمین تشبیہ ساتھہ کافرون
کے ہو اور مشابہت ساتھہ بدکارون کے پائی جاے
تو وہ مباح حد اباحت سے تجاوز کرکے کراہت مین
جا پہنچتا ہی جیسا کہ علما نے تحقیق کی ہی * کیا تم نہین
دیکھتے ہو کہ نماز مین قرآن شریف دیکھکر قراءۃ کرنا * اور
ہاتھہ رکھنا کمر مین * اور نماز پڑھنا طلوع آفتاب کے وقت *

واليهود والحضور يوم النيروز في مجامع اعياد الكفرة
وسدل الثوب مع السراويل في الصلوة والسكوت عند
الاكل والتجنب عن بساط الزوجة حالة الحيض ونحوها
مما هو المصرح في كتب الفقه لعلة التشبه بالكفار * حتى قالوا
ان الخاتم ينبغي ان يلبسه في خنصرة اليسرى والا يلبسه
باليمنى لانه تشبيه بالروافض كذا في السراجيه * وفي شرح
الفقه الاكبر للعلامة علي القاري رح انه لا ينبغي ان يقول
علي عليه السلام بل يقول علي رضي الله عنه لان ذلك من

اور پہننا لباس خاص نصاری اور یہود کا * اور نوروز کو
حاضر ہونا کافرون کے میلے مین * اور نماز مین کپڑا لٹکانا گردن پر
ساتھ سراویل کے * اور چپ رہنا کھانے کے وقت اور
پرہیز کرنا زوجہ کے بستر سے حالت حیض مین اور مانند
اُسکے جو فقہ کی کتابون مین مذکور ہے سب کا سب ممنوع
ہے بسبب مشابہت کافرون کے * یہان تک کہ فقہا
کہتے ہین کہ انگشتری پہننا بائین خنصر مین مناسب ہے
اور داہنے خنصر مین پہننا مناسب نہین کیونکہ اُسمین
تشبیہ ہے ساتھ روافض کے ایسا ہی لکھا ہے فتاوی سراجیہ
مین * اور ملا قاری کی شرح فقہ اکبر سے مستفاد ہے کہ علی
علیہ السلام کہنا مناسب نہین بلکہ کہنا چاہیے علی رضی اللہ عنہ

فهو من الروافض* وقال في القنية ان الاكتحال يوم
عاشوراء سنة ولكن لما صار علامة لمبغضي آل محمد
صلى الله عليه وسلم وجب تركه * وقال في البحر في كتاب
الجنائز ان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يجلس حتى
يوضع الميت في اللحد فكان قائما مع اصحابه على راس
قبر فقال يهودي هكذا نصنع بموتانا فجلس رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقال لاصحابه خالفوهم انتهى *

کیونکہ اب سرمہ لگانا علامت رافضیون کی ہی* اور فتاوی
قنیہ مین لکھا ہی کہ سرمہ لگانا عاشورا کے دن اگرچہ
سنت ہی لیکن جو نکہ وہ علامت ہو چکی ہی دشمنان
اہل رسول کی اس لئے ترک کرنا اُسکا واجب ہی *
تاکہ اُن بدعتیون کے ساتھہ مشابہت نہو * اور
بحرالرائق کی کتاب الجنایز مین کہا ہی کہ نہین بیٹھتے تھے
رسول الله ﷺ جب تک کہ لاش لحد مین رکھی جاے *
تو ایک دفعہ رسول الله ﷺ اپنے اصحابون کے ساتھہ
ایک قبر کے کنارے پر کھڑے تھے اسمین ایک
یہودی نے کہا کہ ہم لوگ بھی اپنے مردون کے ساتھہ ایسا
کرتے ہین * اس بات کو سنتے ہی رسول الله ﷺ
بیٹھہ گئے اور اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تم خلاف کرو

وذكر في عامة الكتب من الفقه انه يكره في الدعاء ان
يقول اسئلك بحق فلان مع انه ماثور ومشهور في الصحاح
لكونه مظنة الاعتزال كذا في العزيزية * وهكذا النظائر كثيرة مذكورة
في كتب الفقه المعتبرة * كما لا يخفى على المهرة * فانظر ما
هو حال التشبه بفقهه بحق التشبه * وكذا اذا كان المباح يعتقده
الجهلة والعوام واجبا او سنة كره تحريما كما صرح به

يهوديون كى انتهى * اور اكثر كتابون مين فقه كى مذكور
هى كه دعا مين يون كهنا مكروه هى كه اسئلك بحق فلان
يعنى يا پروردگار سوال كرتا هون تجهه سے فلانے كے
حق كے وسيله سے باوجوديكه ايسا كهنا صحيح حديثون مين ماثور
ومشهور هى * اور يهه كراهت اسواسطے هى
كه اسمين معتزله كا گمان آتا هى يعنى اسمين
مشابهت ساتهه معتزله كے هى جيسا كه تفسير فتح العزيز
مين مذكور هى * اسى طرح بهت سى نظير مين فقه كى
معتبر كتابون مين مذكور هين * جيسا كه مهارت والون پر
پوشيده نهين هى * پس ديكهو كه كيا حال هى تشبه كا
اب چاهيے كه خوب خبردار هو جاؤ * اور دوسرى وجه
كا يهه حال هى كه جب كوئى مباح ايسا هو كه جهلا اور
عوام الناس اسكو واجب يا سنت اعتقاد كرے

الجمهور من الفقهاء * منه ما قال فی الدر المختار و حاشیته للسید الطحطاوی رح فی حکم سجدة الشکر بعد الصلوة ان سجدة الشکر مستحبة و به یفتی لکنها تکره بعد الصلوة لان الجهلة یعتقد ونها سنة او واجبة وکل مباح یودی الیه ای الی ما ذکر من اعتقاد السنة او الوجوب فمکروه و الظاهر انها التحریمة لانه یدخل فی الدین ما لیس منه انتهی * و هکذا فی البحر

ہون تو وہ مباح مکروہ تحریمی ہو جاتا ہی جیسا کہ جمہور فقہا نے اس قاعدے کی تصریح کی ہی * انمین سے ایک یہہ ہی جو فتاوی درمختار اور اسکے حاشیہ طحطاوی مین سجدۂ شکر کے حکم مین لکہا ہی کہ سجدہ شکر مستحب ہی اور فتوی اسی پر ہی لیکن بعد نماز کے سجدہ شکر کرنا مکروہ ہی کیونکہ جاہل لوگ اسکو سنت یا واجب اعتقاد کرتے ہین اور جو مباح کہ اس بات کی طرف مودی ہو یعنے سنت یا وجوب کے اعتقاد کی طرف پہنچانے والا ہو تو وہ مباح مکروہ ہی * اور ظاہر یہہ ہی کہ یہہ کراہت تحریمی ہی کیونکہ داخل ہوتی ہی دین مین وہ چیز جو دین مین سے نہین ہی انتہی * اور ایسا ہی مذکور ہی بحرالرائق اور نہرالفائق اور فتاوی عالمگیری اور حموی وغیرہ مین *

والنهر والهندية والحموي وغيرها * ومنه ما يتفرع عليها مسائل كثيرة في الفقه كمسح الحلق في الوضوء ودعاء الختم مع الجماعة في رمضان و المصافحة بعد العصر والفجر تخصيصا وقراءة الفاتحة بعد المكتوبات مع الجماعة لاجل المهمات و التكبير بعد الصلوة على اثرها في ما عدا ايام التشريق والخروج الى الصحراء يوم عرفة تشبها بالواقفين الى غير ذلك فان هذه كلها مكروهة على ما صرح به في الدر والبحر والخانية والقنية والهندية والنصاب وغيرها اذا كان كل ذلك مباحاً

اور یہ قاعدہ کلیہ ہی فقہ کے بہت سے مسائل کی تفریع اسی پر ہے * جیسا مسح کرنا گلے کا وضو میں * اور دعا کرنا ختم کا ساتھ جماعت کے رمضان میں * اور مصافحہ کرنا خاص کر بعد عصر اور فجر کے * اور جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا بعد نماز فرض کے واسطے کوئی مقصود کے * اور بعد نماز کے تکبیر پڑھنا سوائے ایام تشریق کے * اور عرفہ کے دن میدان کی طرف نکلنا واسطے مشابہت پیدا کرنے ساتھ واقفین عرفات کے * اور اسکے سوا جو کچھ سب مکروہ ہیں جیسا کہ در مختار اور بحر الرائق اور فتاوی قاضیخان اور قنیہ اور عالمگیری اور نصاب الاحتساب میں

بنفسها في الاصل حتى انهم قالوا يكره صلوة الرغائب* وصلوة ليلة النصف من شعبان بالصفة المخصوصة والكيفية المعروفة* وصلوة اخر جمعة بنية قضاء الصلوة التى لم يتيقنها* وصلوة يوم عاشوراء* وصلوة الاسبوع فان كلها بدعة كما صرح به الجم الغفير من الفقهاء والمحدثين رحمة الله عليهم اجمعين* فلما كان الامور المذكورة كذلك مع ان بعضها كان مستحبا فما بال العمل المخصوص و

بصراحت مذکور ہی اگرچہ سب امور اصل میں مباح ہیں* یہان تک کہ فقہا نے کہا ہی کہ نماز رغائب کی اور نماز شب برات کی ساتھہ صفت مخصوصہ اور کیفیت مشہورہ کے یعنے ساتھہ ترتیب خاص اور جماعت اور دعوت خلائق کے* اور نماز آخر جمعہ کی یعنے چار رکعت نفل جو بعد ادائے جمعہ پڑھتے ہیں بہ نیت قضا اُن نمازون کے جو متیقن نہین* اور نماز عاشورا کی* اور نماز ہفتے کی جو چند رکعت نفل بعد ہر ہفتے کے التزام کر پڑھتے ہیں* سب کی سب مکروہ ہین کیونکہ یہ سب بالکل بدعت ہیں* جیسا کہ فقہا اور محدثین کی ایک بڑی جماعت نے اسکی تصریح کی ہی* پس جب اِن سب کامون کا (باوجودیکہ اُنمین سے بعضے مستحب بھی ہی) یہہ

ما تيسر من القرآن او يطعموا و يتصدق مما استطاع خالصا
مخلصا لله تعالى وابتغاء لمرضات الله سبحانه من غير ان
يلاحظ فيه رياء او سمعة او يراعي فيه منا او اذى او يريد
منه عوضا او شكرا لقوله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم
بالمن والاذى وقوله تعالى انما نطعمكم لوجه الله لا
نريد منكم جزاء ولا شكورا * ثم يدعو الله تعالى خاشعا خاضعا

جس قدر میسر ہو قرآن شریف پڑھیں یا کہ لوگون کو
کھلاوین یا کہ صدقہ کرین جس قدر استطاعت ہو
خالص کر اللہ کے واسطے اور اسکی رضا طلب کرنے کے
لیے بدون اس بات کے کہ اسمین کچھ دکھانے
اور سنانے کا لحاظ ہو یا کہ منت اور اذیت کی رعایت
ہو یا کہ اس سے کچھ عوض اور شکرگذاری مراد ہو
کیونکہ اللہ تعالی نے سورۂ بقرہ مین فرمایا ہی کہ ای
ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات کو احسان رکھکر
اور ستاکر * اور اللہ تعالی نے سورۂ دھر مین اپنے
بندون کو یون کہنا سکھایا ہی کہ تم کو جو ہم کھلاتے ہین نرا
اللہ کے واسطے ہم نہین چاہتے ہین تم سے بدلا اور نہ
شکرگذاری * بعد اسکے اللہ تعالی سے خضوع اور خشوع
کے ساتھ ہاتھ اٹھاتا ہوا یون دعا کرے کہ یا بار خدا

وانما يدعو بقوله اللهم بلغ ثواب ما قرأنا من القرآن و ما اطعمنا وما تصدقنا الى ارواح من كان له حق علينا من الآباء والجدود والامهات والاساتذة والشيوخ وجميع المؤمنين والمؤمنات ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم * ونحوه مما كان مباحاً ماثوراً من السلف او موافقاً لاصول الدين والله الموفق والمعين وبه نستعين *

* والثاني * ان الجهلة يعتقدون ان ارواح الاموات

الرسم الثاني من البدع

ہمارے اِس قرآن شریف پڑھنے اور کھانا کھلانے اور خیرات کرنے کا ثواب اُس شخص کی روح کو پہنچا کہ جسکا حق ہم پر ہی ہمارے باپ دادے اور ماں اور اُستادوں اور پیروں سے * اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی ارواح کو پہنچا * اي رب تو اِس کام کو ہماری طرف سے قبول کر کیونکہ بیشک تو ہی ہي اصلی سنتا جانتا * اور اِسکی مانند جو دعا مباح اور ماثور ہو سلف سے یا اصول شریعت کے موافق ہو * اللہ تعالی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہی * اور اُسی سے ہم مدد مانگتے ہیں *

* دوسري رسم يہہ ھی *

کہ جاہل لوگ یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ فاتحہ کرنے کے وقت

تجي و تحضر عند اطعمة الصدقة و اشربتها حين عمل الفاتحة الرسمية التي ذكرت كيفيتها فيما سبق وتطعمها وتشربها وتذوقها وتشمها وعلى هذا يوضع عند ما ما كان مرغوبا للميت حال حيوته سواء كان ذلك مباحاً او محظوراً كالبقول والرياحين والتتن ونحو ها لنزول الارواح الحاضرة * ولا شك في انه محظور شديد شرعا اذ الاعتقاد بحضور الارواح عند الاطعمة وطعمها وذوقها وشربها وشمها له اعتقاد فاسد مشابه لاعتقاد الهنود

مردون کی ارواح صدقہ کے کہانے اور پینے کی چیزون کے پاس آکر حاضر ہوتی ہین اور اُسکو کہاتی پیتی ہین اور چکہتی ہین اور سونگہتی ہین * پس اسی واسطے جو چیزین مردے کو حالت زندگی مین مرغوب تہین اُنہین چیزونکو فاتحہ کرتے وقت کہانے کے پاس ارواح کی خوشی کے واسطے رکہدیتے ہین * خواہ وہ چیزین مباح ہون یا حرام جیسا کہ بقول اور پہول اور تمباکو اور مانند اُسکے ہی * اور اسمین کچھ شک نہین کہ یہہ امر از روے شرع کے حرام شدید ہی کیونکہ کہانے کے پاس ارواح مردون کی حاضر ہونے اور اُسکو کہانے اور پینے اور سونگہنے کا اعتقاد کرنا

الکفرة * وفیه اثبات العلم عموماً بالغیوب للاموات و
اعتقاد ذلک کفر کما صرح به العلامة علي القاري رح في
شرح الفقه الاکبر حیث قال اعلم ان الانبیاء علیهم السلام
لم یعلموا المغیبات الا ما علمهم الله تعالی احیانا وقد
صرح الحنفیة بالتکفیر باعتقاد ان النبي ﷺ یعلم الغیب اي
عا ما انتهی * فلما کان حکم الانبیاء کذلک فما بال الاخرین
وقال في البزازیة من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم

اعتقاد فاسد مشابہ ہی ہندؤن کے اعتقاد کا * اور
اسمین مردون کے واسطے عموم غیب دانی ثابت
کرنا لازم آتا ہی اور ایسا اعتقاد کرنا کفر ہی * جیسا کہ
علامہ علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین تصریح کی ہی
کہ جان تو ای مخاطب کہ انبیا علیہم السلام ساری مغیبات
کو نہین جانتے تھے سواے اُسقدر کے کہ خداوند تعالی
اُن کو کبھی کبھی بذریعہ وحی کے سکھاتا تھا * اور
حنفی مذہب کے علما نے تصریح کی ہی کہ نبی ﷺ کی عموم
غیب دانی کا اعتقاد کرنا کفر ہی انتہی * پس جب کہ
پیغمبرون کی نسبت مین یہ حکم ہی پھر دوسرون کا کیا
حال ہی * اور فتاوی بزازیہ مین لکھا ہی کہ جسنے کہا
بزرگون کی ارواح حاضر ہین غیب جانتی ہین وہ کافر ہوا انتہی *

الرسم الثالث من الرسوم المنهي عنه

الغيب يكفر انتهى والله اعلم * والثالث * انهم ينذرون الاشربة والاطعمة وغيرها باسماء الاموات ويأخذونها الى قبورهم تقربا لهم ويعملون عمل الفاتحة الرسمية المذكورة عليها ثم يتصدقون ببعضها ويأكلون انفسهم بعضا ويتبركون به ويطلبون الحوائج من اهل القبور خضوعاً وخشوعاً ويقولون ما يقولون وذا لا يجوز شرعا اذ النذر لغير الله حرام وكذا الطلب

---

* تیسری رسم یہہ ہی *

کہ لوگ کہانے پینے کی چیزون کو اور اسکے سوا اور چیزون کو بہی مردون کے نام مین نذر کرتے ہین اور اُن چیزون کو مردون کی قبرون پر بہ نیت تقرب لیجاتے ہین اور اُس پر رسمی فاتحہ کا عمل بجا لاکر کچہہ اُس مین سے صدقہ کرتے ہین اور کچہہ آپ کہاتے ہین اور اُسے تبرک سمجہتے ہین اور اہل قبور سے بہت ہی خضوع اور خشوع کے ساتہہ حاجت مانگتے ہین اور اُس وقت جو چاہتے ہین وہ کہتے ہین پس شرعاً یہہ امر نہین جائز ہی کیونکہ نذر کرنا واسطے غیر اللہ کے حرام ہی * اسیطرح حاجت مانگنا بہی اُس سے حرام ہی خواہ وہ غیر اللہ آدمی ہو یا پری

الحوائج منه سواء كان الغير انسانا او جنا او شجرا او حجرا حيا او ميتا وغير ذلك كما صرح به الفقهاء رح * و هٰهنا نذكر لكم ما فصله العلامة ابن نجيم رح في هذه المسئلة تفصيلا حسنا حيث قال في بحر الرائق انه قال الشيخ قاسم في شرح الدرر الذي ينذره اكثر العوام على ما هو مشاهد كان يكون الانسان غائبا او مريضا وله حاجة ضرورية فياتي قبر بعض الصلحاء فيجعل ستره على راسه و يقول يا سيدي فلان ان رد غائبي او عوفي مريضي او قضيت

درخت ہو یا پتھر زندہ ہو یا مردہ یا اور کوئی ہو جیسا کہ فقہا نے اس بات کی تصریح کی ہی * اور ہم اس جگہہ اس روایت کو ذکر کرتے ہیں جسکو علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق میں شرح و بیان کیا ہی * اور وہ یہہ ہی کہ شیخ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے درر بحار کی شرح میں کہا ہی کہ اکثر عوام الناس کے نذر کرنے کو جو ہم لوگ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی آدمی غائب ہو یا بیمار پڑے یا اسکی کوئی حاجت ضروری ہو تو وہ خود یا اسکی طرف سے کوئی آدمی بعضے بزرگوں کی قبر پر آتا ہی اور اسکے پردے کو سر پر رکھکر کہتا ہی کہ ای سردار میرے فلانے اگر غائب میرا آجاے یا بیمار میرا شفا پاے

حاجتي فلك من الذهب كذا او من الفضة كذا او من
الطعام كذا او من الماء كذا او من الشمع كذا او من الزيت
كذا فهذا النذر باطل بالاجماع لوجوه * منها انه نذر
للمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة والعبادة
لا تكون للمخلوق * ومنها ان المنذور له ميت والميت لا
يملك * ومنها انه ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالى
واعتقاد ذلك كفر * اللهم ان قال يا الله اني نذرت لك ان

حاجت میری پوری ہو تو آپ کے واسطے اس قدر
اشرفی یا اسقدر روپیہ یا اتنا کھانا یا اتنا پان یا اتنے
چراغ یا اتنا تیل میں منت کرتا ہوں تو یہہ نذر بالاجماع
سب علما کے نزدیک باطل و ناجائز ہی کئی وجہ سے *
پہلی وجہ یہہ ہی کہ وہ نذر واسطے مخلوق کے ہی اور نذر واسطے
مخلوق کے نہیں جائز ہی کیونکہ نذر عبادت ہی اور عبادت
مخلوق کے واسطے نہیں ہو سکتی * دوسری وجہ یہہ ہی کہ جس مخلوق
کے واسطے نذر کی گئی وہ تو مردہ ہی اور مردہ اسکا مالک نہیں
ہو سکتا ہی * اور تیسری وجہ یہہ ہی کہ نذر کرنے والے
نے یہہ گمان کیا کہ میت سب کاموں میں تصرف کرتا ہی
سوائے خدا تعالی کے اور ایسا اعتقاد کرنا کفر ہی *
ہاں اگر نذر کرنے والا یوں کہے کہ یا اللہ تعالی میں نے تیرے

شفیت مریضی او ردت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدة نفیسة او الفقراء الذین بباب الامام الشافعی او الامام ابی اللیث او اشتری حصیر المساجدهم او زیتا لوقودها او دراهم لمن یقوم بشعائرها الی غیر ذلک مما یکون فیه نفع للفقراء والنذر لله عز وجل وذکر الشیخ انما هو محل لصرف النذر لمستحقیه القاطنین

واسطے نذر لی کہ اگر میرے بیمار کو تو شفا بخشے یا میرے غائب کو تو حاضر کرے یا میری حاجت کو تو پوری کرے تو میں کھانا کھلاؤں اُن فقیروں کو جو آستانے میں سیدہ نفیسہ کے رہتے ہیں * یا اُن فقیروں کو جو دروازے میں امام شافعی یا امام ابواللیث رحمہما اللہ تعالی کے رہتے ہیں * یا کہ اُن لوگوں کی مسجدوں کے لیے جائے نماز خرید دوں * یا اُسکے چراغ جلانے کے واسطے تیل مول دوں * یا اُن مسجدوں کے کام کے انتظام کرنے والے کو روپیہ دوں * اور سوا اسکے جو نذرین اسی طرح کی ہوں کہ جسمین فقیروں کے لیے نفع ہو اور نذر واسطے اللہ تعالی کے ہو اور بزرگوں کا نام لینا اسی نذر میں اسی ارادے سے ہو کہ یہہ نذر کی چیزیں انکے آستانے یا اُنکی مسجد خانگہ یا مسجد جامع کے رہنے والے

وقال في خزانة الفتاوى في كتاب الكراهية تكره اجابة
الدعوة [illegible] والصلوات بعد دفنه في الايام
المعروفة كالثالث والسابع والعشرين والعام التي * فالاحسن
ان يصنع الطعام او غيره ويصل ثوابه الى الاموات على
حسب ما يتيسر من غير تخصيص ايام دون ايام او تعيين
اوقات دون اوقات فانه بدعة مستكرهة بل يعتقد ان
كلها سواسية الا الايام الفاضلة والليالي المتبركة *

موضع میں کھانے کو قبروں کی طرف لیجانا بھی مکروہ ہے *
اور خزانۃ الفتاوی کے باب الکراہیۃ میں لکھا ہے کہ جو کھانا
کو مردوں کے لیے انکے وفات کے بعد خاص خاص دنوں میں
جیسا کہ سوم اور دسوان اور بیسوان اور چہلم
ماہی اور برسی میں تیار کرتے ہیں * اس کھانے کی
دعوت قبول کرنا مکروہ ہے انتہی * پس بہتر یہ ہے کہ
کھانا وغیرہ مردوں کی ثواب رسانی کے لیے جب
اتفاق ہو تیار کرتے اور اس میں دن تاریخ کی
خصوصیت اور وقت کی تعیین کا لحاظ نہ رکھے کیونکہ یہ امر
بری بدعت ہے بلکہ یوں اعتقاد کرے کہ سب دن برابر
ہیں سواے اُن دن اور رات کے کہ جنکی
فضیلت اور برکت شریعت سے ثابت ہے جیسا کہ

كما قال في البزازية وان اتخذ طعاما للفقراء أتى
مطلقا كان حسنا انتهى والله اعلم * والخامس *
انهم يقسمون الطعام والشراب والاثمار واللحوم وغيرها باقساط
عديدة وحصص شتيتة ويخصصون بعضها لله وبعضها للاموات
فيفرزون حصة لله وحصة للانبياء وحصة للاولياء وحصة للاباء
الى غير ذلك ثم يهتمون فيه اهتماما بالغا بان لا يختلط احدهما

الرسم الخامس في الرسوم البدعية

رمضان کا دن اور قدر کی رات اور مانند اسکے ہین
جیسا کہ فتاوی بزازیہ مین لکھا ہی کہ اگر فقیرون کے لیے
مطلقا کچھ کھانا کرے یعنی لحاظ کچھ خصوصیت اور
تعیین کا اُس مین نرکھے تو وہ بہتر اور مستحب ہی انتہی واللہ اعلم

پانچوین رسم یہہ ہی

کہ کھانا اور شربت اور میوہ اور گوشت وغیرہ کو
بہت سے حصون پر تقسیم کرتے ہین اور اُسمین
سے بعضے حصہ اللہ تعالی کے واسطے اور بعضے حصہ
مردون کے واسطے خاص کرتے ہین اور یون کہتے ہین کہ یہہ
حصہ اللہ کا ہی اور یہہ پیغمبرون کا اور یہہ اولیا کا اور
یہہ باپ دادون کا اور ان حصون کی حفاظت مین اسقدر
اہتمام کرتے ہین کہ تا نہ کسی کے آگے ایک حصہ دوسرے حصے
کے ساتھہ کسی طرح نہ ملنے پاوے * اور شرعا یہہ امر مکروہ

يفعله الجهلة من الذبح عند قبور المشائخ والمشهد اء وغيرهم * وعند شراء الدار * وعلى البناء الجديد وابواب البيوت * وعند دخول الامير * وفي وجه الانسان وما اشبه ذلك * فهذا يوجب الحرمة اذا كان لغير الله تعالى وان ذكر اسم الله تعالى عليه ويكفرون بذلك ومن اسر هذا الناس خواصهم فكيف بعوامهم انتهى * ومثله في كنز العباد و

كہ جاہل لوگ جو جانور ذبح کرتے ہیں مشائخ اور شہیدوں کی قبروں کے نزدیک اور حویلی خریدتے وقت اور نئے مکانوں پر اور گھروں کے دروازے پر اور امیر وبادشاہ کے شہر میں داخل ہوتے وقت اور آدمی کے سامنے اُنکی تعظیم کے واسطے اور جو چیز کہ اسکے مشابہ ہی سو یہہ ذبح اُس جانور کی حرمت کو ثابت کردیتا ہی یعنے اِس ذبح سے وہ جانور حرام ہوجاتا ہی جب کہ ذبح اُسکا واسطے تعظیم غیر اللہ کے ہو * اگرچہ اُسنے اُپر ذبح کے وقت بسم پڑھی جاے تو بھی حلال نہوگا * اور ذبح والے لوگ اِس فعل سے کافر ہوجاینگے * اور یہہ ایسی بات ہی کہ خاص لوگ اُس سے غافل ہیں پھر عوام الناس کی کیا پوچھنا ہی انتہی * اور ایسا ہی لکھا ہی کنز العباد اور بستان

م يصرح بهذا بل ساكت عنه فهو خارج من ان يلتفت اليه اهل العلم لان علة الحرمة هو التعظيم لغير الله تعالى و التقرب اليه بالذبح مطلقا سواء كان الغير انسانا او حجرا او قبرا او شجرا او غير ذلك وسواء كان حيا او ميتا حاضرا او غائبا وسواء سمي عليه او لم يسم عند الذبح فانه عام والعام حكمه ان يشتمل جميع ما يتناوله والمطلق حكمه ان يجري على اطلاقه كما تقرر في كتب الاصول *

کچھ بھی ذکر نہین ہی * بس یہہ قول عوام الناس کا اہل علم کے التفات کرنے سے خارج ہی * کیونکہ علت حرمت مطلقا غیر اللہ کی تعظیم کرنا اور اُسکے ساتھ تقرب حاصل کرنا ساتھہ ذبح جانور کے ہی خواہ وہ غیر آدمی ہو یا پری قبر ہو یا درخت یا غیر اسکے اور وہ آدمی خواہ زندہ ہو یا مردہ حاضر ہو یا غائب اور خواہ اُس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی جاے یا نہ پڑھی جاے * کیونکہ لفظ تعظیم لغیر اللہ اور تقرب لغیر اللہ عام ہے اور حکم عام کا یہہ ہی کہ وہ اپنے تمام افراد پر شامل ہوتا ہی * یا کہ وہ لفظ مطلق ہی اور حکم مطلق کا یہہ ہی کہ وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہی چنانچہ یہہ قاعدہ اصول کی کتابون سے ثابت ہی * بس اگر کوئی یہہ اعتراض کرے

فان قيل ذكر في المراجية وغيرها ان الكتابي اذا ذبح
باسم المسيح لا تحل ولو ذبح باسم الله واراد به المسيح تحل
انتهى* فعلى هذا ينبغي ان لا تحرم البقرة المذبوحة تعظيما
للاموات فانها ذبحت باسم الله تعالى وان كان المراد منه
تعظيم الغير وتقربا اليه* قلنا هذه المسئلة موافقة لما قلنا
ليست بمخالفة له اصلا لانا نقول ايضا لو قال رجل بحضرة
الناس اني نذرت ان اذبح هذه البقرة لله واراد بالله

کہ فتاوی سراجیہ وغیرہ مین مذکور ہی کہ اگر کتابی
کسی جانور کو مسیح کے نام مین ذبح کرے تو اُس جانور کا کھانا
حلال نہین ہوتا* اور اگر الله تعالی کے نام مین ذبح کرے
اور الله تعالی سے حضرت مسیح کو مراد لیے تو وہ جانور
حلال ہی* تو اُس مسئلے پر بنا کرکے سزاوار ہی
کہ جو بقرہ مردون کی تعظیم کے واسطے ذبح ہو وہ بھی
حرام نہو کیونکہ وہ بقرہ الله تعالی کے نام سے ذبح
کیا گیا ہی اگرچہ مراد اُس سے غیر الله کی تعظیم اور
تقرب ہو* تو ہم اُسکا جواب دیتے ہین کہ یہہ مسئلہ
ہمارے قول کے موافق ہی نہ اُسکے مخالف کیونکہ ہم
لوگ بھی یہی کہتے ہین کہ اگر کسی نے لوگون کے سامنے
یون کہا کہ مین نے نذر کی کہ یہہ بقرہ الله تعالی کے

ونیاً معیناً علی اعتقاد الحلولیة والاتحادیة تحل ذبیحته
لانه لا خلل في نیته بل هو اخلص النیة لله تعالی لکن اخطأ
في اعتقاده حلول الله في الولي واتحاده به کالنصراني
یعتقد حلول الله في المسیح حیث یقول ان الله هو المسیح
ابن مریم فخطأه في المعنون دون العنوان فعنوانه حق

واسطے ذبح کرے گا * اور فرقہ حلولیہ اور اتحادیہ کے اعتقاد
کے مطابق الله تعالی کے سوا کوئی ولی معین کو مراد لیا تو
ذبیحہ اس کا حلال ہوگا کیونکہ اس کی نیت میں کسی
طرح کا خلل نہیں ہے بلکہ اس نے الله تعالی کے واسطے
نیت کو خالص کیا * لیکن خطا اس کی اس میں ہے کہ وہ
اعتقاد رکھتا ہے کہ الله تعالی اس ولی کے جسم میں
حلول کیا ہے یا کہ اس کے ساتھ متحد ہو گیا ہے جیسا کہ
نصرانی لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ الله تعالی جسم مسیح
میں حلول کیا ہے کیونکہ وے لوگ یہی کہتے ہیں کہ الله تعالی
وہی مسیح ہے پس خطا اس کی مراد میں ہے نہ لفظ
میں * پس لفظ اس کا حق ہے اور مراد اس کا باطل ہے
* ف * حلولیہ ایک گمراہ فرقہ ہے کہ وہ اعتقاد رکھتا
ہے کہ الله تعالی کوئی جسم معین میں حلول کرتا ہے *
اور اتحادیہ وہ ایک گمراہ فرقہ ہے کہ جو اعتقاد رکھتا ہے کہ ہم اکی

ومعنونه باطل وكذا ذبيحة المعتزلة والرافضة فان المعتزلة
لا يعتقدون ان الله خالق الافعال والرافضة يجوزون البداء
على الله تعالى فخطاهم في المعنون لا في العنوان بخلاف
ما نحن فيه فانه اخطا فيهما العنوان المعد وراده المتقرب
اليه والمعنون معا فلا يفيد ذكر اسم الله تعالى عليه عند

ذات بندے کی ذات کے سبب تھہ ماکر ایک ہو جاتا ہے
* اور یہہ دونوں عقیدے باطل ہیں فقط * اسی طرح
ذبیحہ معتزلہ اور رافضہ کا بھی حال ہے باوجودیکہ
معتزلہ اللہ تعالی کو بندون کے افعال کا خالق نہیں جانتے
ہیں * اور رافضہ اللہ تعالی پر بدا جایز رکھتے ہیں
* ف * بدا یہہ ہے کہ حق تعالی نے کوئی مصلحت کے
واسطے ایک چیز کا ارادہ کیا اسمین دوسری مصلحت
دوسری چیزمین ظاہر ہو گئی تب اللہ تعالی اپنے پہلے
ارادے کو نسخ کر دوسرا ارادہ کرتا ہے * یہہ عقیدہ
باطل ہی فقط * پس خطا معتزلی اور رافضی کی مراد
مین ہے نہ لفظ مین * بخلاف نذر لغیر اللہ کے کیونکہ
نذر کرنے والے نے اسمین لفظ اور مراد دونون مین خطا
کی ہے یعنے زبان سے کہا کہ یہہ جانور فلانے پیر کے
واسطے نذر ہے اور دل مین بھی وہی نیت رکھی *

ذلك محل الشبهة لوقوع الاختلاف فيه بين العلماء في زماننا
وان كانت المخالفة فيه غير لا يجوز اذ حرمتها منصوصة
عليها بالكتاب والسنة وعليه اتفاق الفقهاء والاصوليين
والمفسرين كما صرح به العلامة خاتم المحدثين في بعض
كتبه المشهورة * ومن قواعد الفقهاء اذا اشتبه الحل والحرمة
غلب جانب الحرمة احتياطاً وقد قال النبي صلعم الحلال
بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهات لا يعلمها كثير

کیونکہ ہمارے زمانے کے علما کے درمیان اس میں
اختلاف واقع ہوا ہی * اگرچہ مخالفت کرنا اس میں
باطل ہی کیونکہ حرمت اس مقرر کی کتاب اور
سنت سے منصوص اور مصرح ہی اور اس پر
سارے فقہا اور اصول والے اور مفسرین کا اتفاق ہی
جیسا کہ علامہ خاتم المحدثین یعنی مولانا شاہ عبد العزیز قدس
سرہ نے اپنی بعض کتابوں میں تصریح کی ہی * اور
فقہا کا قاعدہ مقرر ہی کہ جس وقت کسی چیز کی حلت اور
حرمت باہم مشتبہ ہو تو احتیاطاً جانب حرمت غالب ہوگا *
اور فرمایا نبی صلعم نے کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور
درمیان ان دونوں کے بہت سی چیزیں مشتبہ
ہیں کہ اکثر لوگ ان سے نہیں واقف ہیں پس جسنے

بعد فقط النذر بمعنى ان اضافة النذر الى الميت
مجاز عقلي لانه لابد من علاقة بين المضاف والمضاف اليه
وهو اهداء الثواب الى روح الميت وليس معناه الحقيقي
مرادا منه ولكنها لا تخلو عن الكراهة لايهامه انه
منذور لغير الله تعالى فيتهم الناذر بالشرك والاجتناب
من مواضع التهم امر واجب * ولا يجوز للفقير ان ياكل
منه ما لم يتيقن انه منذور لله تعالى لا لغيره لانه مشتبه والاتقاء

یہ نذر جائز ہے اس معنی کر کہ اضافت نذر کی میت کی طرف مجاز
عقلی ہے اس سبب سے کہ درمیان مضاف اور مضاف
الیہ کے تھوڑی سی مناسبت ہے * اور وہ میت کی روح پر
ثواب پہنچانا ہے * اور نذر کی معنی حقیقی یہاں مراد
نہیں ہے * لیکن باوجود اسکے ایسی اضافت خالی از
کراہت نہیں ہے * کیونکہ اس سے یہی وہم ہوتا
ہے کہ وہ غیر اللہ کے واسطے نذر کیا ہوا ہے بس
اس صورت میں نذر کرنے والا شرک کے ساتھ متہم ہوگا
اور پرہیز کرنا تہمت کے مقاموں سے ضرور واجب
ہے * اور فقیر کو کھانا اسکا جائز نہیں جب تک کہ معلوم
نہ ہو کہ وہ خدا کا منذور ہے نہ غیر اللہ کا کیونکہ اس جانور میں
شبہ ہے اور پرہیز کرنا شبہات سے ماموربہ ہے بدلیل اس حدیث

كلها مظاهر الظهور فنسبة العالم كله الى النبي ﷺ كنسبة
الاطراف والجوارح الى القلب ونسبة النبوي ﷺ الى الله
تعالى كنسبة القلب الى الروح فالروح اولا حين ظهر وتجلى
وصرف من التنزيه والاطلاق الى التشبيه والتعيين صار
في صورة القلب ثم تنزل من صورته الى الكسوة الترابية
وظهر في صورة الجوارح الخارجة والاعضاء الباطنة فكان
الجميع متحدا في الحقيقة وان كان متغايرا في الظاهر و
الفرق بينهم اعتباري فرعي لا حقيقي اصلي * ومنه افهم الاصل

اری نبی ﷺ کے ساتھ جیسی نسبت اعضا اور جوارح
کی ساتھ قلب کے ہے اور نسبت نبی ﷺ کی ساتھ
اللہ تعالی کے جیسی نسبت قلب کی ساتھ روح کے ہے
* پس روح جس وقت کہ پہلے ظاہر ہوئی اور تجلی کی
اور تنزیہ اور اطلاق سے پھر کے تشبیہ اور تعیین کی
طرف آئی قلب کی صورت میں تھی پھر اپنی [illegible]
صورت سے اتر کے خاکی لباس میں آئی اور اعضاء
ظاہری اور باطنی کی صورت میں ظاہر ہوئی * پس
اس نظر سے سب کے سب حقیقت میں ایک
ہوگئے اگرچہ ظاہر میں متغایر [illegible] ان سبھوں کے
درمیان جو فرق ہے اعتباری اور فرعی ہے نہ حقیقی اصلی *

[illegible] وعلى هذا الاصل يقولون ان الشريعة شي والحقيقة
شي اخرى [illegible] مواففة بالاخرى في جميع الامور
لان [illegible] العبودية لنفس العبد وفي الحقيقة ابطالها
[illegible] الربوبية وانانية الحق في نفس العبد وبينهما
[illegible] والسالك واقع بين الامرين اي ملاحظة العبودية
والربوبية فلا جرم قد يصلي ويصوم وقد يقول انا الحق
انتهى كلامهم * ومثله كثير من اقوالهم اعتقادا وعملا كور

اور یہی اصل ہے اُس فرقے کے عقائد میں * نعوذ باللہ منہا
* اور یہی اصل پر بنا کر کہتے ہیں کہ شریعت اور
چیز ہے حقیقت اور چیز ایک دوسرے سے سب
باتوں میں موافق نہیں ہے کیونکہ شریعت میں بندے
کے لیے عبودیت کو ثابت کرتا ہے اور حقیقت میں
اُسکا ابطال ہے بلکہ حقیقت میں اثبات ربوبیت اور
انانیت حق کی ذات ممکن کے ہے * اور بیچ ان دونوں باتون
میں بہت ہی مباینت ہے * اور سالک دونوں امر میں
یعنی ملاحظہ عبودیت اور ربوبیت میں واقع ہے * اسواسطے
وہ کبھی نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اور کبھی
انا الحق کہتا ہے * یہاں تک کلام اُس فرقے کا تمام ہوا * اور
اسی طرح اُن سبھوں کے اور بھی بہت سے اقوال

لي استغاثهم * فعلى هذ لا يبالون اصلاً من مخالفة الشرع
واباحة المحظور فينذرون للاموات ويذبحون لقبورهم
ويسجدون للضريح ويطوفون بقبور الاولياء والصالحين
ويقبلونها عند زيارتها ويتخذون السرج عليها ويندرون
من اهل القبور ويطلبون الحوائج منهم بقولهم يا سيدي
اقض حاجتي واعطني مالا او ولدا او اشف مرضي الى غير
ذلك مما هو المتعارف المروج فيما بينهم * ولا يخفي على من له

ہین کہ جن پر اُن لوگونکا اعتقاد اور گمان ہی اور وے سب
اقوال اُنکی کتابون مین مذکور ہین * پس وے لوگ
اسی سبب سے شریعت کی مخالفت کرنے اور
حرام کو مباح سمجھنے مین کچھ بھی پروا نہین کرتے ہین *
چنانچہ مردون کے واسطے نذر کرتے ہین اور اُنکی تعظیم
کے لئے جانور ذبح کرتے ہین اور اپنے پیرون کو سجدہ
کرتے ہین اور اولیا کی قبر کا طواف کرتے ہین اور
زیارت کے وقت اُسکو چومتے ہین * اور اُس پر چراغ
جلاتے ہین اور اہل قبر سے مدد مانگتے ہین اور اُن لوگون
سے اسطرح حاجتین طلب کرتے ہین کہ ای سردار
میرے حاجت میری پوری کر اور مجھے مال اور فرزند بخش
اور میری بیماری کو شفا دے * اسی طرح اور اور امر

من المسائل المتعلقة بالعقائد والاحكام كلها وفقاً لما
عليه اهل السنة والجماعة عموماً وجمهور الصوفية السادة
قدس الله اسرارهم خصوصاً فانهم قد صرحوا بان الحقيقة
موافقة بالشريعة في العقائد والاصول وليست احدهما
خارجة من الاخرى حتى قالوا ان كل حقيقة لا يشهد لها
الشرع فهي زندقة كما ذكره الشيخ عبد القادر الجيلاني
رضي الله عنه في الفتوح وشيخ الشيوخ قدس سره في العوارف

یعنی جو اُن لوگوں میں متعارف اور مروج کیا کرتے ہیں *
اور کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں ہی کہ یہ سب
عقائد اور احکام جو اوپر مذکور ہوئے سب اہل سنت
و جماعت کے عقیدے اور احکام کا عموماً اور حضرات
محققین صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کے عقائد اور اصول
کا خصوصاً مخالف ہی کیونکہ وے حضرات رحمۃ اللہ علیہم
اپنی اپنی کتابوں میں یوں تصریح کر گئے ہیں کہ طریقت اور
حقیقت عقائد اور اصول میں شریعت کے موافق ہی اور ایک
دوسرے سے خارج نہیں یہاں تک کہ اُن بزرگوں نے ایک قاعدہ کلیہ
یوں بیان کیا ہی کہ جو حقیقت کہ اُسکی سچائی پر شریعت گواہی
نہ دے تو وہ کفر ہی جیسا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ نے کتاب فتوح الغیب میں اور شیخ الشیوخ حضرت

العقائد الصوفية الصحيحة يخفى اصطلاحهم كما لا يخفى على من
يطالع كتب التصوف ولولا خوف تطويل الكلام لأوردت ذلك هنا
في هذا المقام * فثبت بهذا أن هؤلاء الفرقة المنسوبة المتصوفة
حزب من الاباحية والاتحادية والحلولية ليسوا من الصوفية
الصافية مطلقاً وإن شهروا أنفسهم بالفقر والتصوف في الظاهر *
فهم (على ما قال الشيخ ابن حجر في شرح الأربعين) بالاسم الفسق

حفظ کر مطابق اسکے عمل کرتا تھا * اسی واسطے حضرت
جنید نے ویسا فرمایا واللہ اعلم * اور اسی طرح اور
بھی بہت سے اقوال حضرات صوفیۂ برگزیدہ کے ہیں
جیسا کہ اُس شخص پر جو تصوف کی کتابیں مطالعہ
کرتا ہی پوشیدہ نہیں * اگر درازی کلام کا خوف نہوتا
تو ہم اُسکو اسی مقام میں پورا پورا ذکر کرتے *
اب اِس سے ثابت ہوگیا کہ وہ فرقہ درویش کہانے
والا صوفی بلانے والا ایک گروہ فرقۂ اباحیہ اور اتحادیہ
اور حلولیہ میں سے ہی ہرگز صوفیۂ صافیہ میں سے نہیں
* اگرچہ اُن لوگوں نے ظاہر میں آپ کو درویش اور
صوفی مشہور کیا ہی * بس وے لوگ (بقول شیخ
ابن حجر عسقلانی کے جو شرح اربعین میں مذکور ہی)
فاسقہ وکافری کے نام کے زیادہ ترحقدار ہیں

والمراد من هم باشر التصوف والفقر وقال الغزالي رح
في الاحياء ان دماء الصوفية حلال بالاجماع كدمائر الكفار لانهم
يسعون في قلع الشريعة تقطعهم الله تعالى * فلا يجوز الاقتداء
بهم في الصلوة فضلا عن الاقتداء باقوالهم والعمل بها والمراد
الاختلاط والصحبة معهم ممتنع شرعاً قال الله تعالى فلا تقعد
بعد الذكرى مع القوم الظالمين * قال الفقهاء ان القوم الظالمين

درویشی اور فقیری کے نام ہے * یعنے اُن لوگون
کو درویش اور فقیر کہنا سے فاسق اور کافر
کہنا بہتر ہی * اور امام محمد غزالی رح نے احیاء
العلوم مین کہا ہی کہ اُس فرقے کا خون کافرون کے خون
کی طرح باتفاق سب علما کے نزدیک حلال ہی کیونکہ
وے لوگ شریعت کی بنیاد اُکھاڑ نے مین کوشش
کرتے ہین * خدا تعالی اُن لوگون کو ہلاک کرے *
پس نماز مین تو اُن لوگون پر اقتدا کرنا جائز نہین پھر
اُنکے قول کی پیروی کرنی کب جائز ہو گی بلکہ اُن لوگون
سے ملنا اور اُن کے ساتھہ نشست و برخاست کرنا
شرعاً ممنوع ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے سورہ انعام
مین کہ مت بیٹھو بعد نصیحت کے ساتھہ گروہ ظالم کرنے
والے کے * فقہا نے کہا ہی کہ قوم ظالم مین کافر اور

يعم الكافر والفاسق والمبتدع والمعهود مع المظهر مستمع * وقال الامام الشعراني في طبقاته نقلا عن قطب الوقت مدني بن مسافر وروح ان من كان فيه اذني بدعة فاهجروه ولتجالسه لئلا يعود عليكم شومها ولو بعد حين انتهى * وقد صنف الجم

فاسق اور بعض تمام مجاہد اور ہر تصانیف ابن سیرین کے مہذوع ہیں * اور امام شعرانی نے اپنے طبقات میں حضرت قطب زمان مدنی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جسکی ذات میں تھوڑی سی بدعت بھی ہو تو تم لوگ اُنکی مجالست سے پرہیز کرو تاکہ تم پر شومی اُسکی اگرچہ بعد مدت کے ہو عائد نہو انتہی * اور بیشک علماے راسخین اور فضلاے کاملین کی بڑی ایک جماعت نے اِس فرقہ کے رد میں بہت سی کتابیں نفیس و متین تصنیف کی ہیں اور اُن کتابوں میں تصریح کی ہیں کہ یہ فرقہ نیا گسنت و جماعت سے خارج ہے اور یہی ظاہر ہے * ف * جن علماے اِس فرقہ کے رد میں کتابیں لکھی ہیں اُنمیں سے بعضے کا نام یہ ہے *

امام جلال الدين سيوطي وعلامه ابن القيم وابن حجر مكي وشيخ الاسلام تقي الدين علي بن عبد الكافي سبكي وعلامه زين الدين عراقي وحافظ الحديث شمس الدين هيثمي و

الغفیر من العلماء الراسخین والفضلاء الکاملین فی ردهم
کتبا نفیسة ونسخا متینة وصرحوا فیها بانهم خارجون عن
اهل السنة والجماعة قطعا من الظاهر * ولایتشابه علیکم
وامام ذهبی ومحدث شمس الدین محمد بن محدث
ظهیر الدین ابراهیم جزری وحافظ الحدیث مولانا قاضی
شهاب الدین احمد عسقلانی ومخدوم هاشم سندی ومحقق
علامه احمد عراقی وشیخ الاسلام سراج الدین بلقینی وملا
نظام الدین تانیسری وامام رضی الدین ابوبکر بن بهاء
وشرف الدین اسمعیل ابن مقری وملا سعد الدین تفتازانی
ومیر سید شریف علامه وقطب الدین رازی وقاضی عضد الدین
مصنف مواقف وشیخ الاسلام ابن تیمیه وملا علی قاری ومحدث
ومحمد حیات سندی محدث وعلامه ابن نور الدین وامام
العصر عماد الدین ابن کثیر ۔۔۔ وشیخ الاسلام
ابن دقیق العید وسلطان العلماء عز الدین بن عبد السلام
وغیره ہزاروں علمائے عرب و عجم نے اس
فرقے کا رد لکھا ہے اور اس فرقے کو کافر قرار دیا ہے * یہاں
تک کہ علامہ ابن مقری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو
شخص کہ اس گروہ کے کفر میں شک کریگا وہ
کافر ہوگا اور ان لوگوں کو سلام کرنا اور انکے سلام کا

من الاحوال لامن العلوم * والفرق بين التوحيد الحالي والعلمي جلي لايحتاج الى البيان * ومن المعلوم انه لايستوي العقل والجنون ولا الاختيار والاضطرار ولا العشق والايمان

حالی اور توحید علمی کے ظاہر ہی کچھ بیان کی حاجت نہین اور یہہ بات تو خوب معلوم ہی کہ عقل اور دیوانگی اختیار اور اضطرار عشق اور ایمان برابر نہین * ایسے بزرگون کی وے حرکات اور کلمات جنون اور اضطرار اور عشق کی جہت سے ہی اور اِن ناحمدون کا یہہ قول و فعل عقل اور اختیار اور ایمان کی رو سے ہی پھر دونون کیونکر برابر ہو سکین اور دیکھنا ایک چیز کا اور ہی اور نہونا اُسکا اور * اور روح کا جلوہ دینا اور ہی اور اُسکے خالق کا جلوہ دینا اور * جسنے دونون کو برابر سمجھا بیشک اُسنے غلط کیا اور ہلاک ہوا * ف * اِس مقام کی تفصیل بہت دراز ہی جسکو شرح اور حالات اُسکا دیکھنا منظور ہو تو رسالہ معرفة الحق مین دیکھ لے * مختصر بیان اُسکا جو اِس مقام کے لائق ہی یہہ ہی کہ جسوقت کہ سالک ذکر الہی اور دوام حضوری مین مشغول ہو کے غایت مداومت کے سبب سے ذکر و ذاکر کو بھول جاتا ہی اور انوار تجلیات الہی مین جو قلب سالک پر

وان عند هم ... من مقام وجودهم * وابن تجلی الروح
من تجلی ذات الفعل سرهما نقد علنا رملك * ولذلك سمیت

ہار دیوتا ہی مستغرق ہوتا ہی تو اُس وقت اُسکی نظر
میں ساری مخلوقات چھپ جاتی ہیں اور سوائے
تجلی ذات بحت کے اسکو کچھ نظر نہیں آتا ہی تو
اُسوقت جیسا آفتاب کی روشنی میں ستارے چھپ
جانے کے سبب سے غلطی سے لوگ کہہ بیٹھتے ہیں
کہ آسمان میں سوائے آفتاب کے دوسری کوئی چیز
نہیں ہی صرف آفتاب ہی ہی ویسا سالک بھی اُسوقت
غلطی سے بی اختیار کہہ بیٹھتا ہی کہ (ہمہ اوست) یعنے
سب چیز خدا ہی اور یہہ کہنا اُسکا حقیقت میں جنون اور
آوار اضطرار اور عشق کے سبب سے ہی اور اِس
میں وہ معذور رہا اور یہہ نوع الفناہی * پھر جس وقت
کہ اُس حالت سے افاقہ ہوتا ہی تو جاری اُس سے
توبہ کرلیتا ہی * پس یہہ (ہمہ اوست) کہنے کو توحید حالی
کہتے ہیں تو سالک سے اِس جگہہ اسقدر غلطی
ہوئی کہ ساری مخلوقات کو خدا یتعالی کی تجلی کے
سامنے دیکھنے کے سبب سے سمجھا کہ حقیقت میں کوئی
چیز سوائے خدا کے موجود ہی نہیں ہی * اس واسطے

تلك الحركات والكلمات بشطحيات المشائخ وهفواتهم
كما صرح به الجمهور من الصوفية الصافية في اسفارهم *

اِس رسالے مین لکھا ہی، کہ نہ کہنا کوئی چیز کا اور ہی
اور نہونا اُس چیز کا اور * وعلی ہذا القیاس کثرت
ذکر و شغل مراقبہ کے سبب جس وقت کہ روح کی
کدورت ساری چھٹ جاتی ہی اور اُسمین اُسکی
صفائی ذاتی ظاہر ہوتی ہی تو اُس وقت آپ سے ایسی
تجلی صادر ہوتی ہی کہ سالک کو ذات بحت کی تجلی
معلوم ہوتی ہی تو اُس وقت غلطی سے سمجھتا ہی کہ ذات
بحت اُسکی ذات مین حلول کیا ہی تب خطا کی رو سے
کہتا ہی کہ مین خدا ہون اور مجھہ مین خدا ہی نعوذ باللہ منہ
* اِسی واسطے اِس رسالے مین لکھا ہی کہ تجلی روح
کی اور ہی اور تجلی خالق کی اور * تفصیل اِن باتون
کی مکتوبات حضرت شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ
اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ وغیرہ مین
مذکور ہی واللہ اعلم * اِسی واسطے بزرگون کی اُن
سب حرکات اور کلمات کو شطحیات اور ہفوات
کر نام رکھتے ہین جیسا جمہور صوفیہ صافیہ قدس سرہم
نے اپنی کتابون مین اِس بات کی تصریح کی ہی *

فثبت ان هولاء الفرقة البدعية خارجون عن اهل السنة والجماعة اعتقاداً وعملا فكيف يجوز اقتفاء اثارهم في الامور البدعية والرسوم المحدثة التي ذكرتها فيما سبق فتدبر * ولا يخفي ان الاعتبار ههنا بما روى عن الامام ابي حنيفه وابي يوسف ومحمد وغيرهم من ائمة الشرع رحمهم الله تعالى لا بما قاله او فعله فلان الصوفي او فلان

شطحیات اور هفوات اُن کلمات اور حرکات کو بولتے ہیں جو بعضے اولیا سے ذوق اور مستی کی حالت میں بی اختیار صادر ہوتی ہیں * اور اصل لغت میں معنے شطحی کا شوخی اور بیحیائی کرنا اور ظاہر شریعت کے خلاف کلام کرنا * اور معنے هفوت کا لغزش کھانا اور آپ سے گر پڑتا ہی فقط * پس جب کہ ثابت ہوا کہ وہ فرقہ اہل بدعت کا اعتقاد اور عمل میں مذہب سنت و جماعت سے خارج ہی پس پیروی کرنی اور قدم بقدم چلنا اُنکا اُن اعمال اور رسوم میں جو اوپر مذکور ہوئے کیونکر جائز ہوگا * پس اس بات میں خوب تامل کرو * اور پوشیدہ نہیں کہ یہاں اعتبار اُس بات کا ہی جو حضرت امام ابوحنیفہ وابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم اور دوسرے ائمہ شرع مروی ہو نہ اعتبار اُس چیز کا کہ جسکو فلانے ولی یا فلانے صوفی نے کہا یا جب

الولي ما لم يكن موافقا لاصل الدين * وعلى هذا قال الفقهاء في باب الافتاء ان الواجب على غير المجتهد اذا سئل عن شي ان يذكر قول المجتهد كالامام على وجه الحكاية وينقل كلام المفتين في ذلك ليأخذ به المستفتي وطريق نقله احد الامرين اما ان يكون له سند فيه او يأخذه من كتاب معروف تداولته الايدي من كتب الامام محمد بن الحسن ونحوها من التصانيف المشهورة لانه بمنزلة

تک کہ وہ اصول شرع کے موافق ہو * اسی واسطے فقہا نے فتوی دینے کے باب میں کہا ہے کہ غیر مجتہد پر واجب ہے کہ جب کہ اوس سے کوئی مسئلہ کا سوال کیا جاے تو قول مجتہد کا جیسے حضرت امام ابوحنیفہ رح ہیں بطریق نقل کے بیان کرے اور کلام اگلے مفتیون کا جو اوس مادے مین ثابت ہے نقل کرے تا کہ فتوی طلب کرنے والا اوسکو اختیار کرے اور طریق اوسکے نقل کا دو صورت سے ایک صورت ہے کہ اوس شخص کو اوس مسئلے مین سند حاصل ہو یا کہ اوس مسئلہ کو اون کتابون سے لیا ہو کہ جو کتابین مشہور ہون اور دست بدست علما کے چلی آتی ہون جیسا کہ حضرت محمد بن حسن رحمۃ الله علیہ کی کتابین وغیرہ تصنیفات مشہورہ ہین کیونکہ

الخبر المتواتر والمشهور كما صرح به المحقق في فتح القدير *
فلا يجوز الا تقليده والتقليد بقول الغير وفعله في زماننا
بمجرد حسن الظن ما لم يعلم انه اخذ من الكتب المعتبرة
المعتمد عليها لئلا يلقي في قعر البدعات الشنيعة * التي
صارت لشيوعها كانها من امور الشريعة * لان الحال في
زماننا كما قال الامام الغزالي رح في احياء العلوم من
ان المحدثات والبدعات لكثرتها وشيوعها صارت كانها

وے گناہیں خبر متواتر اور مشہور کے منزل میں ہیں *
جیسا کہ محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں اسکی تصریح
کی ہیا * پس اس زمانے میں دوسرے کے قول
و فعل کی پیروی کرنی اور اسکی تقلید کرنا صرف
نیک گمانی کے سبب سے نہیں ہی جب تک کہ معلوم
ہو کہ اسنے اس قول کو معتبر کتابون سے لیا ہی
* تاکہ وہ پیروی کرنے والا اُن بری بدعتون کے غار
میں نہ جا پڑے جو بہت ہی پھیلنے کے سبب سے
امور شریعت کی سی ہو گئی ہیں کیونکہ ہمارے
اِس زمانے کا حال تو ویسا ہی جیسا امام محمد غزالی
رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں کہا ہی کہ بیشک
نئے نکالے ہوئے کام اور بدعتیں بہت سے زیادہ ہونے

من شعائر الدين او من الامور المفروضة واخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دينا لنا مقتفين في ذلك آثار من سهى او غلط او غفل وجعلناه قدوة في دينناً فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبنا من تلك الامور فان كان ممن له توقير في قلوبنا نقول هذا جائز نذهب الى جواز ذلك ونذكر له بعض ما نقل عنا ممن سهى او غلط او غفل وان كان

اور لوگون کے درمیان پھیلنے کے سبب سے ایسے ہو گئے ہین کہ گویا کہ وے سب دین اسلام کی نشانیون مین سے یا کہ فرض عبادتون مین سے ہین * اور ہم لوگون نے اُن بدعتون کو طاعت اور عبادت ٹھہرالیا اور اُسکو اپنے واسطے ایک دین جدید بنا لیا * اور اس مین ہم لوگ اُس شخص کے اقوال اور اعمال کی پیروی کرتے ہین کہ جس شخص نے اس بات مین سہو کیا ہی یا غلط کیا ہی یا سستی کی ہی * اور ہم سبھون نے اُسکو اپنے دین کا پیشوا ٹھہرالیا ہی * پس جس وقت کہ کوئی شخص ہم پر اُن کامون کا انکار کرتا ہی تو اگر وہ شخص عزت والون مین سے ہو تو اُسکو ہم جواب دیتے ہین کہ یہہ کام جائز ہی کہ ہم اسطرف رجوع کئے اُسکو جائز کہا ہی اور اُسکو اُن اگلے لوگون مین سے بعضے کا نام سناتے

ممن لا توقير له فی قلوبنا يسمع منا ما لا يفهمه و لا يخطر ببا له و كل ذلك بسبب الجهل المركب فينا انتهى * فالسعيد من له النظر فی جميع الاحوال الى اتباع السنن و التقوى و الاجتناب عن البدع و الهوى و لا يخاف فيه لومة لائم و لا يقتدي باحد فيما يخالف الشريعة الغرا * اعتقاد ان النجاة فيما يصدق عليه قول الصادق عليه السلام ما انا

ہین کہ جن لوگون نے سہو کیا ہی یا غلط کیا یا سستی کی ہی * اور اگر وہ شخص عزت والون مین سے ہو تو پھر وہ بیچارہ ایسی باتین ہم سے سنتا ہی جو وہ گمان نکرتا تھا اور دل مین اُسکے خطور نکرتی تھی یہ سب تمام ہمارے جہل مرکب کے سبب سے ہی انتہی * پس نیک بخت وہ شخص ہی کہ جسکی نظر سب حال مین سنت و تقوی کی پیروی کرنے اور بدعت و خواہش نفسانی سے بچنے کی طرف ہوتی ہی اور اُس مین وہ کسی کی ملامت کا خوف نہین رکھتا ہی اور جو کام کہ شریعت کے مخالف ہو اُس مین کسی کی پیروی نہین کرتا ہی * اِس اعتقاد سے کہ نجات اُس طریق مین ہی کہ جسپر رسول صادق علیہ السلام کا یہ قول صادق آتا ہی کہ ما انا علیہ

علیه واصحابی * لا فیما یصدق علیه قولهم ما وجدنا علیه آباءنا * فان النبی ﷺ قال لا طاعة لمخلوق فی معصیة

واصحابی یعنے جس طریق پر ہمین ہون اور میرے اصحاب ہیں * نجات اُس کام مین ہی کہ جس پر صادق آتا ہی قول جاہلون کا ما وجدنا علیه آباءنا یعنے جس کام پر ہم نے اپنے باپ دادون کو پایا * ف حدیث شریف مین آیا ہی کہ میری امت تہتر فرقے ہونگے اور اُن سب مین سے سوا ایک فرقے کے باقی سب فرقے دوزخ مین جاوینگے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ جو بچینگے سو کون ہی اور اُسکی نشانی کیا ہی فرمایا کہ ما انا علیه واصحابی یعنے جو لوگ کہ اُس طریق پر جاوین کہ جس طریق پر ہمین ہون اور میرے اصحاب ہیں * اب پیغمبر صاحب کی یہہ نشانی بتانے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ کہ شادی و غمی وغیرہ امور مین رسول اللہ اور صحابہ کے طریق پر نہین چلتے ہین وہ فرقہ ناجی مین داخل نہین ہیں * اور قرآن شریف مین آیا ہی کہ اگلے کافرون سے جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ شریعت کی پیروی کرو اور برے کام چھوڑ دو تو وے لوگ جواب دیتے کہ نہین بلکہ نتبع ما وجدنا علیه اباءنا

الخالق وقال من عمل عملا ليس عليه امرنا فهورد * قال الشيخ عبدالقادر الجيلانی رضی الله عنه في فتوح الغيب ان هذا الحديث يعم الرزق والاعمال والاقوال كلها وليس لنا نبي غيره فنتبعه ولا كتاب غير القرآن فنعمل به

بلکہ ہم اس کام پر جاینگے کہ جس کام پر ہم نے اپنے باپ دادون کو پایا * اسواسطے اس رسالہ کا نام ہی کہ نجات اس طریق مین ہی کہ جس طریق پر صادق آتا ہی پیغمبر صاحب کا یہ قول کہ ما انا علیه واصحابی نجات اس طریق مین ہی کہ جس پر صادق آتا ہی ما وجدنا علیه اباءنا فقط * کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہی کہ تابعداری نہین جاہئے کسی مخلوق کی جس امر مین نافرمانی ہو خالق کی * اور فرمایا رسول ﷺ نے کہ جو شخص ایسا کام عمل مین لاوے کہ جس پر ہمارا امر نہین ہی تو وہ باطل اور مردود ہی اور حضرت سید الاولیا شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه نے فرمایا ہی کہ یہہ حدیث سب روزی اور عمل اور قول کو شامل کرتی ہی یعنے رزق کھانے اور روزی طلب کرنے یا اور کوئی بات کہنے مین ایسا عمل نکرے کہ جس پر پیغمبر صاحب کا امر پایا نجاے کیونکہ آنکے سوا دوسرا کوئی

فيضلك هواك والشيطان قال الله تعالى ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله والسلامة مع الكتاب والسنة والهلاك مع غيرهما وبهما يترقي العبد الى حالة الولاية والبدلية والغوثية انتهى * وهذا آخر ما تيسر لي ايراده في هذه المسئلة فافهم وتامل فيه ولا تكن من المتعصبين *

ترجمہ ہمارے واسطے نہیں ہی کہ ہم اسکی تابعداری کریں اور قرآن شریف کے سوا دوسری کوئی کتاب ہمارے لئے نہیں ہی کہ ہم اس پر عمل کریں * پھر اگر اسکے خلاف جاو تو تیری خواہش نفسانی اور شیطان لعین تجھکو گمراہ کریگا * فرمایا ہی اللہ تعالی نے سورہ صاد کے دوسرے رکوع مین کہ مت چل جی کی چاہ پر پھر تجھکو بچلاوے اللہ کی راہ سے انتہی * اور کتاب اور سنت کے مطابق عمل کرنے مین سلامتی ہی اور دوسرے مین ہلاکی * اور انھین دونون کے سبب سے بندہ ولایت اور بدلیت اور غوثیت کے درجے پر ترقی کرتا ہي یعنے کتاب اور سنت کی طریق پر چلنے سے آدمی اولیا اور ابدال اور غوث ہو جاتا ہی * یہان تک کلام حضرت پیران پیر قدس سرہ کا تمام ہوا اور یہی اخیر ہي اس بیان کا جسکا اس مسئلے مین مجھکو آسان ہوا اب سمجھو اور اسمین خوب تامل کرو اور

واخردعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة علی رسوله وحبيبه محمد وآله واصحابه اجمعين *

اور تعصب کرنے والوں میں سے مت ہو جاؤ اور آخر کلام ہمارا یہہ ہی کہ الحمد لله رب العالمين والصلوة علی رسوله وحبيبه محمد واله واصحابه اجمعين *

خاتمة الكتاب

قال المولف الراجي الی رحمة ربه الرحيم * عبده الضعيف ابن سليم * الاسلام آبادي مسكناً والحنفي مذهباً والمحمدي الاحمدي مشرباً * قد وقع الفراغ عن تبييض هذه الرسالة الجامعه والمقالة اللامعه * المسماة بالشوارق الملكيه *

خاتمة الكتاب

جاننا چاہیے کہ اس رسالے کے خاتمة الکتاب میں بہت سی باتیں ضمناً مذکور ہیں * مگر یہاں خلاصہ مطلب اُسکا واسطے اختصار کے لکھا جاتا ہی اور وہ یہہ ہی کہ مولف رسالہ بندهٔ ناتوان (ابن سليم) باشندہ اسلام آباد معروف چاٹگام کا جو مذہب میں حنفی اور مشرب میں محمدی احمدی ہی یوں کہتا ہی کہ

لدفع الظلمات البدعيه * ظهر يوم النصف من الشهر المشرف المجيد * الذي غرته يوم العيد السعيد * سنة سبع وسبعين بعد الالف والمأتين من سنوات الهجرة القدسيه * على هاجرها المختار وآله الابرار الف الف صلوة وتحيه * في البلدة الطيبة المعظمه * والارض المقدسة المكرمه * التي هي مقام البيت الشريف * والحرم المبارك المنيف * منزل الكتاب المبين * مورد الرسول الامين * فيه آيات بينات مقام ابراهيم * والحجر الموقر وزمزم والحطيم * والصفا والمروة والمنى * التي هي اعلى الوسائل واقصى الوسائل الى بلوغ المنى * زادها الله تعالى شرافة وكرامه * الى يوم القيمه * ورزقني الله تعالى ثانياً وصول تلك البقعه * بخلوص النيه * وحصول الامنيه * قبل حلول المنيه * ومن كنت واردا فيها قاصد الحج والثج * ناويا للعج والضج * راجيا لما بشر به البشير المبشر

تبییض سے اس رسالہ کی سنہ ۱۲۷۷ ہجری قدسی میں شہر شوال کی پندرھوین تاریخ کو ظہر کے وقت مکہ معظمہ مین فراغت ہوئی * جس زمانے مین مولف بہ نیت حج اور طواف وغیرہ عبادات کے وہان وارد تھا * امید از ان

صلی الله علیه وسلم بقوله الصادق المحتج * افضل الحج العج والثج * فعرضته للتصحیح والتسجیل * علی جناب الفاضل الحری بالتبجیل * الذي فضله مشهور لیس بخفی * مولانا الشیخ محمد بن حسین الکتبي الحنفي * مفتي مکة المکرمه * وجدة المعظمه * ثم علی جناب الحبر المتبحر العلام * سید الفضلاء الکرام * الذي بنی الفضل والکمال فاق علی الکمال وابن الکمال * مولانا العلامة الشیخ جمال * رئیس المدرسین * ببلد الله

اس رسالے کو مہر اور تصدیق کے واسطے جناب مولانا شیخ محمد کتبی حنفی مفتی مکۂ معظمہ اور جناب شیخ العلماء رئیس المدرسین مولانا شیخ جمال مدرس اول مکۂ معظمہ اور جناب مولانا شیخ صدیق ابن عبد الرحمن کمال مدرس ثانی مکۂ معظمہ وغیرہ علما کے حضور میں پیش کیا * اور اُن بزرگون نے بلحاظ امور دینی کے ہفتے دو ہفتے تک اپنے پاس رکھکر بعد مطالعے کے اُس پر مہر اور دستخط کر دیا * اور اِس رسالے کی تعریف میں لنبی لنبی تقریظ لکھکر مومنون کو ہدایت بخشا * الله تعالی اُن لوگون کو جزاے خیر دیوے آمین * اور وہ عبارات تقریظ کی یہ ہین

الامين * تم على ... لساعد الامجد * والعالم
الاوحد * الفائق في العلم على الاقران والامثال *
مولانا الشيخ صديق ... الرحمن الكمال * المدرس
الثاني في المسجد ... لا ... شرافته على
الدوام * وغيرهم من العلماء العظام * حماهم الله تعالى
من شرور الليالي والايام * وجعل ... الله تعالى
مقبوله لقلوبهم الشريفة * ... *
كمايدل عليه صادرات ... الشريفه * ومن جملة

صورة ما كتبه الفاضل المكرم والمفتي المعظم مولانا الشيخ محمد بن حسين الكتبي الحنفي مدظله

* یہ تحریر اور مہر مکہ معظمہ کے مفتی صاحب کی ہی *

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم *
الحمد لله الذي جعل روضة العلم جنة جارية الانهار
فلاتزال ريا * واورث تلك الجنة من عباده من كان
تقيا * احمده على ان زين سماء الفضل بنجوم كلما
انقض كوكب منها طلع كوكبا مضيا * واشكره على ما

ان اكسب المتحلى به شرفا يحيى به ذكرا وقد راوه انا ملما * واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له الذي انزل على عبده ما رد به شبه المبطلين * واشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله الذي اوضح الدين المبين المتين * صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه * وشيعته وتابعيه وانصاره واحزابه * صلاة وسلاما دائمين متلاحقين تلاحق الافكار * متعاقبين تعاقب العشي والابكار * ما ظهر الحق ولله الحمد * وما فاه مبتدي بأما بعد * فقد تاملت هذه العجاله * ونظرت فيما اشتملت عليه هذه الرساله * من النقول الصريحه والكلمات الصحيحه * ورد الشبه * وايضاح ما اشتبه * وبيان البدعة واصلها * وقطع الهذا زعة وفصلها فاسأل المولى * تبارك وتعالى * ان ينفع بها المهتدين * ويهدي بها المتحيرين * ويوفقنا ومولفها والمسلمين * لما يحبه ويرضاه امين * امر برقمه محمد بن حسين الكتبي الحنفي مفتي مكة المكرمة عفى عنه بمنه امين *

فان لي ذمة منه
بتسميتي محمدا وهو
اوفى الخلق بالذمم

صورة ما حرره العلامة شيخ العلماء رئيس المدرسين ببلد الله الامين مولانا الشيخ جمال ابن عبد الله الشيخ عمر الحنفي المفسر المحدث دام بركاته

یہ تحریر اور مہر کاے معظم کے شیخ العلما مولانا جمال صاحب کی ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

احمدك اللهم يا من اليه النهاية في اجابة السائلين * واشكرك بجليل آلائك على جزيل نعمائك وانت اصدق القائلين * واستفتح بعناية حولك وقوتك مغاليق الهداية الربانية * واستمنح برعاية عفو عظمتك افاويق الوفادة الصمدانية * واشهد لك شهادة محلاة بخلاص الاخلاص * مخصوصة على اريكة الاختصاص اى انتصاص * واشهد ان سيدنا محمد المعلن بانك الواحد فلا نحصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك * الفرد فلا نستقصى ادراك ما لا نهاية له من جلالك وقدسك * ونصلى ونسلم على صاحب الرسالة التى سلمت من نقص الاستبدال * وامنت من ورود النسخ والانتقال الا في صدور الرجال * فازاحت بنور هاليل الشك

لهم * واراحت بظهورها من ظلّ تحت ذيل السك يهيم * وعلى آله واصحابه الذين نصروا الحق وايدوه بالبيض والسمر اللدان * وكسروا جيش الباطل حتى شلت منه اليدان * وتابعيه باحسان الى يوم الدين * يوم يرث الله الارض ومن عليها وهو خير الوارثين * اما بعد فقد وقفت على متن المولف الذى ميزا لجوهر من العرض * والصحيح من ذي المرض * فوجدته التاليف الذى لا يلتفت المفيد الا اليه * ولا يعول المستفيد في تحقيق تلك المطالب الا عليه * حقق فيه مولفه ما اشتبه على من لم يروا الا انفسهم وهم في عمين الضلالة يعمهون * وفي وادى الجهالة يسرحون * ويحسبون انهم على شيئ وتالله انهم لكاذبون * زين لهم الشيطان اعمالهم * فرد الله كيدهم في نحورهم * ولم ينالهم شيأ من آمالهم * فسبحان واهب العنايه * المتفضل بالهدايه لاقصى غايه * وحيث لم يكن دون الوجه الا اليد ان * فمقول النصوص تشهر لكفاح الخصم الى ان يدان * ومن شرفت همته عن المعارض يستصحب دليلا وكل يعمل على شاكلته وربكم اعلم بمن هو اهدى سبيلا * فلعمري لقد جمع وحرر * وافاد بما رقمه وقرر * وطبق الفروع على الاصول * واتى بالمنقول الذى يبهر العقول * فجزاه الله اعظم الجزا وانا له من خيرى الدارين كل

السنة والجماعة * والله الهادي وعليه اعتمادي كتبه راجي عفو ربه القدير العبد خضر ابن المرحوم الشيخ ابراهيم كبير امام المالكية في باب الزيادة *

| يوسف خضر بن ابراهيم |
| كبير امام المالكي |

فلما رجعت من الحجاز الى الوطن رحلت الى البلدة المحروسة دار الرياسة كلكته عرضتها على جناب الفضلاء العظام والعلماء الكرام الدين ممن عليه مدار الاحكام في امور الاسلام حفظهم الله تعالى من حوادث الدهور والايام فطالعوها واحسنوا وها وكتبوا عليها ما حررته هنا *

صورة ما كتبه الفاضل المحقق والعالم المدقق جامع المعقول والمنقول حاوي الفروع والاصول مولانا الحاج الواعظ الشيخ السيد محمد عبد الحق البرداوي